لجنہ اماء اللہ ناروے

# زینب

جولائی، اگست، ستمبر 2013ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

# زینب

سہ ماہی

جولائی، اگست، ستمبر ۲۰۱۳ء

## فہرست مضامین


| | |
|---|---|
| اداریہ | 3 |
| القران الکریم | 4 |
| حدیث | 5 |
| صحبت صالحین | 6 |
| جلسہ سالانہ کی اہمیت | 8 |
| نظم | 11 |
| عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ منانے کی اغراض | 12 |
| نظم | 14 |
| حیا عورت کا زیور اور پردہ زینت ہے | 15 |
| نظم | 17 |
| ہم جنس پرستی، ایک مکروہ غیر فطری فعل | 18 |
| پیغام صلح | 22 |
| واقفات کلاس | 23 |
| ناصرات کا صفحہ | 24 |
| پکوان | 25 |
| یادرفتگان | 26 |
| دعائیہ اعلانات | 31 |
| لسٹ عاملہ | **33** |


☆☆☆☆☆☆☆☆


## مجلسِ ادارت

سرپرستِ اعلیٰ — مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب

امیر جماعت احمدیہ ناروے

زیرنگرانی — مکرمہ سیّدہ بشریٰ خالد صاحبہ

صدر لجنہ اماءاللہ ناروے

مدیرہ حصہ اردو، کتابت — محترمہ منصورہ نصیر صاحبہ

مدیرہ حصہ نارویجن — محترمہ مہرین شاہد صاحبہ

تقسیم واشاعت — محترمہ منصورہ نصیر صاحبہ

پرنٹنگ — محترمہ بلقیس اختر صاحبہ

شائع کردہ — شعبہ اشاعت لجنہ اماءاللہ ناروے



**Søren bullsveien 1**

**1051 OslO**

**Tlf: +47 22322746**

**FAX: +47 2232o211**

اداریہ

# جلسہ سالانہ

جب یہ رسالہ آپ کے ہاتھوں میں ہوگا تو جماعتِ احمدیہ ناروے کا اکتیسواں جلسہ سالانہ شروع ہو چکا ہوگا۔ یہ جلسہ اُسی مبارک جلسہ کی ایک شاخ ہے۔ جس کی بُنیاد حضرت مسیح موعود وامام مہدی علیہ السلام کے مُقدّس ہاتھوں سے ۱۸۹۱ء میں رکھی گئی۔

چُنانچہ اُس وقت سے یہ جلسہ سالانہ دسمبر کے مہینہ میں قادیان میں مُنعقد ہوتا تھا۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان اور ہندوستان بننے کے بعد جب ربوہ آباد ہوا تو ۱۹۴۹ء سے جلسہ سالانہ کا ربوہ میں انعقاد ہونے لگا۔ ۱۹۸۳ء تک ربوہ میں جلسے ہوتے رہے۔ اُس کے بعد پاکستان کی ظالم حکومت ربوہ میں مخالفینِ احمدیت کو تو جلسوں کی اجازت دیتی رہی۔ لیکن آج تک اُمن پسند اور وفادار جماعتِ اَحمدیہ کو اپنا روائتی جلسہ مُنعقد کرنے پر حکومتِ پاکستان کی طرف سے پابندی چلی آ رہی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کے پاکستان سے ہجرت کرنے کے بعد سے جماعتِ اَحمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ حضرت خلیفۃ المسیح کے بابرکت وجُود کی شمولیت کی وجہ سے بین الاقوامی حثیت اِختیار کر گیا۔

اِسی طرح اَب دنیا بھر کی جماعتیں اپنے اپنے جلسہ سالانہ کا اِنعقاد کرتی ہیں۔ چنانچہ ناروے میں بھی گزشتہ تیس سال سے جلسہ سالانہ باقاعدگی سے ہر سال مُنعقد ہوتا ہے۔ اِمسال کا جلسہ سالانہ ناروے کا اکتسیواں جلسہ سالانہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ۔۔۔۔

''اِس جلسہ کو معمولی اِنسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ اَمر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمۂ اِسلام پر بُنیاد ہے۔ نیز آپؑ نے فرمایا! کہ اِس کی بُنیادی اِینٹ خُدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔ اور اِس کے لیئے قومیں تیار کی ہیں، جو عنقریب اِس میں آملیں گی۔''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے احباب کے لئے دعائیں کی ہیں۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ ناروے میں شامل ہونے والے تمام احباب وخواتین کو اِن عظیم الشان دُعاؤں کا وارث بنائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام دُعاؤں کو ہمارے حق میں قبول فرمائے۔ آمین

اِک قطرہ اُس کے فضل نے دریا بنا دیا
مَیں خاک تھا اُسی نے ثریّا بنا دیا

مَیں تھا غریب و بے کس و گُم نام و بے ہُنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کِدھر

لوگوں کی اِس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجُود کی بھی کِسی کو خبر نہ تھی

(از درِّ ثمین)

# القرآن کریم

سورۃ آل عمران

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا ایسا تقویٰ اختیار کرو جیسا اس کے تقویٰ کا حق ہے اور ہرگز نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم پورے فرمانبردار ہو۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

اور اللہ کی رسّی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو آپس مین باندھ دیا اور پھر اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر (کھڑے) تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ شاید تم ہدایت پا جاؤ۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

اور چاہیئے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو۔ وہ بھلائی کی طرف بلاتے رہیں اور اچھی باتوں کی تعلیم دیں اور بُری باتوں سے روکیں۔ اور یہی ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

## حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی کسی مجلس سے اُٹھتے تو آپ دعا کرتے۔ ''اے میرے اللہ تو ہمیں اپنا خوف ایسا عطا کر جسے تو ہمارے اور گناہوں کے درمیان روک بنادے اور ہم سے تیری نافرمانی سرزد نہ ہو اور ہمیں اطاعت کا وہ مقام عطا کر جس کی وجہ سے تو ہمیں جنت میں پہنچادے اور اتنا یقین بخش کہ جس کی وجہ سے دنیا کے مصائب تو ہم پر آسان کردے۔ اے میرے اللہ! ہمیں اپنے کانوں، اپنی آنکھوں اور اپنی طاقتوں سے زندگی بھر صحیح صحیح فائدہ اٹھانے کی توفیق دے اور ہمیں اس بھلائی کا وارث بنا۔ اور جو ہم پر ظلم کرے اس سے تو ہمارا انتقام لے۔ جو ہم سے دشمنی رکھتا ہے اس کے برخلاف ہماری مدد فرما۔ اور دین میں کسی ابتلاء کے آنے سے بچا۔ اور ایسا کر کہ دنیا ہمارا سب سے بڑا غم اور فکر نہ ہو اور نہ یہ دنیا ہمارا مبلغ علم ہو۔ یعنی ہمارے علم کی پہنچ صرف دنیا تک ہی محدود نہ ہو۔ اور ایسے شخص کو ہم پر مسلّط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرے اور مہربانی سے پیش نہ آئے۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ: ۱۹ حدیث ۳۱)

## کلام الامام!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''ہاں یہ مبارک مذہب جس کا نام اسلام ہے وُہی ایک مذہب ہے جو خدا تعالیٰ تک پہنچاتا ہے۔ اور وُہی ایک مذہب ہے جو انسانی فطرت کے پاک تقاضاؤں کو پورا کرنے والا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ انسان کی ایک ایسی فطرت ہے کہ وُہ ہر ایک بات میں کمال کو چاہتا ہے۔ پس چونکہ انسان خدا تعالیٰ کے تعبّدِ ابدی کیلئے پیدا کیا گیا ہے اسلئے وہ اِس بات پر راضی نہیں ہوسکتا کہ وُہ خدا جس کی شناخت میں اُسکی نجات ہے اُسی کی شناخت کے بارے میں صرف چند بیہودہ قصّوں پر حصر رکھے۔ اور وہ اندھا رہنا نہیں چاہتا بلکہ چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفاتِ کاملہ کے متعلق پورا علم پاوے گویا اُس کو دیکھ لے۔ سو یہ خواہش اُس کی محض اسلام کے ذریعہ سے پُوری ہوسکتی ہے۔ اگرچہ بعض کی یہ خواہش نفسانی جذبات کے نیچے چُھپ گئی ہے۔ اور جو لوگ دُنیا کی لذّات کو چاہتے ہیں اور دُنیا سے محبّت کرتے ہیں وہ بوجہ سخت محجوب ہونے کے نہ خدا کی کچھ پروا رکھتے ہیں اور نہ خدا تعالیٰ کے وصال کے طالب ہیں۔ کیونکہ دُنیا کے بُت کے آگے وہ سرنگوں ہیں۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ جو شخص دُنیا کے بُت سے رہائی پائے اور دائمی اور سچّی لذّت کا طالب ہو۔ وہ صرف قصّوں والے مذہب پر خوش نہیں ہوسکتا اور نہ اُس سے کچھ تسلّی پا سکتا ہے۔ ایسا شخص محض اسلام میں اپنی تسلّی پائیگا۔ اِسلام کا خُدا کسی پر اپنے فیض کا دروازہ بند نہیں کرتا بلکہ اپنے دونوں ہاتھوں سے بُلا رہا ہے کہ میری طرف آؤ۔ اور جو لوگ پُورے زور سے اُس کی طرف دوڑتے ہیں اُن کے لئے دروازہ کھولا جاتا ہے۔''

(حقیقۃ الوحی صفحہ 64، روحانی خزائن جلد 22)

صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگتے ہوئے عاجزی اور انکساری میں بڑھنے ،قرب الٰہی پانے اور اسوہ رسول ﷺ اپنانے کی تلقین

# اللہ تعالیٰ کی راہ میں جب تک انسان اپنے آپ کو سب سے چھوٹا نہ سمجھے چھٹکارا نہیں پاسکتا

## ہر فرد جماعت انکساری کے اس مقام پر پہنچے جہاں ان کا صبر اور عبادتیں خدا تعالیٰ کے حضور مقبول ہوں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 7 جون 2013ء کو بیت الفتوح مورڈن لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے پر براہ راست نشر کیا گیا۔حضور انور نے خطبہ جمعہ کے آغاز میں سورۃ البقرہ آیات 46، 47 کی تلاوت وترجمہ کے بعد فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے بنیادی چیز عاجزی وانکساری ہے۔انبیاء اس مقصد کا پرچار کرنے ،اس بات کو پھیلانے ،لوگوں میں راسخ کرنے اور اپنی حالتوں سے اس کا اظہار کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں آتے رہے۔جس کی اعلیٰ ترین مثال ہمیں آنحضرت ﷺ کے اسوۂ حسنہ میں نظر آتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تکبّر بہت خطرناک بیماری ہے جو کہ انسان کے لئے روحانی موت ہے۔اس لئے مومن کی یہ شرط ہے کہ اسمیں تکبّر نہ ہو بلکہ انکسار، عاجزی اور فروتنی اس میں پائی جائے، یہ خدا تعالیٰ کے مامور کا خاصہ ہوتا ہے اور سب سے بڑھکر آنحضرت ﷺ میں یہ وصف تھا قرآن کریم کے احکامات پر عمل پیرا ہونے میں آنحضرت ﷺ کی ذات ہمارے لئے کامل نمونہ ہے۔آپ ﷺ نے عبادتوں کے بلند معیار قائم فرمائے۔مشکلات اور تکالیف میں صبر کی اعلیٰ ترین مثالیں قائم کیں۔آپ ﷺ کی عاجزی وانکساری ہر موقع اور ہر جگہ پر آپ ﷺ کی ذات میں ہمیں نظر آتی ہے پس آپ ﷺ کی ذات میں ایک کامل نمونہ خدا تعالیٰ کے قرب کو حاصل کرنے کا ہمیں ملا جس کو اپنانے کا ہمیں حکم دیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ احکامات قرآنیہ پر عمل اور آنحضرت ﷺ کے نمونہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب پانے اور آنحضرت ﷺ کے اسوہ پر چلنے کی توفیق عاجزی اور انکساری اختیار کرنے سے ہی مل سکتی ہے فرمایا کہ جب تک **وَاسْتَعِيْنُوا** کی روح کو نہیں سمجھو گے نیکیوں کے راستے متعین نہیں ہو سکتے۔اور **وَاسْتَعِيْنُوا** کی روح تب پیدا ہوگی جب خشوع اور عاجزی پیدا ہوگی۔پس خدا تعالیٰ سے نہایت عاجز ہو کر مدد مانگنی ہے کہ اے خدا تو اپنی رحمت اور فضل سے ہماری مدد کو آ اور وہ طریق ہمیں سکھا جس سے تو راضی ہو۔حضور انور نے اہل لغت کے حوالے سے لفظ صبر کے معنی اور تشریح بیان فرمائی۔فرمایا کہ صبر کے ساتھ صلوٰۃ کا بھی حق ادا کرنا ہے پھر فرمایا صلوٰۃ نماز بھی ہے، دعائیں بھی ہیں، خدا کے آگے جھکنا بھی ہے، عاجزانہ طور پر درخوست کرنا بھی ہے اور عاجزی کے ساتھ خدا تعالیٰ کا فضل مانگنا بھی ہے۔یہ وہی کرسکتا ہے جو عاجزی کی راہوں پر چلنے والا ہو، جس میں تکبّر کی کچھ بھی رمق نہ ہو۔فرمایا کہ اس زمانے میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرمایا کہ "تیری عاجزانہ راہیں اسے پسند آئیں"۔یہ عاجزانہ راہیں ہی تھیں جنہوں نے ترقی کی نئی سے نئی راہیں کھول دیں۔اگر ہم نے اپنی دعاؤں کی مقبولیت کے نظارے دیکھنے ہیں تو پھر عاجزی دکھاتے ہوئے اور مستقل مزاجی سے خدا تعالیٰ کے حضور جھکے رہنا ضروری ہے۔حضور انور نے فرمایا کہ یہ عاجزی وانکساری کا مقام حاصل کرنا کوئی آسان کام نہیں۔خود خدا فرماتا ہے کہ یہ بہت بڑی چیز ہے۔کیونکہ بہت سی انائیں، بہت سی ضدیں، بہت سی سستیاں اور دنیا کے لالچ اور دنیا کی دلچسپیاں انسان کو یہ مقام حاصل کرنے نہیں دیتیں۔فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کا بندہ اس صبر اور استقامت کا مظاہرہ کرے اور ایسی عبادت کے معیار بنائے جس میں ایک لحظہ کے لئے بھی غیر کا خیال نہ آئے ، دنیاوی کاموں کے دوران بھی دل خدا تعالیٰ کے آگے جھکا رہے۔فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اس وقت ملے گی جب عاجزی بھی ہوگی اور یہ یقین ہو کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں۔فرمایا جب یہ یقین ہوگا تو پھر ہم صبر اور دعا کا حق ادا کرنے والے بھی ہوں گے۔اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے اور آنحضرت ﷺ کے اسوہ کو اپنے سامنے رکھنے والے بھی ہونگے۔یہی حالت ایک مومن کو **يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ** کا مصداق بناتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں بھی بڑھاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جب تک انسان اپنے آپ کو سب سے چھوٹا نہ سمجھے چھٹکارہ نہیں پاسکتا۔حضور انور نے فرمایا کہ اللہ کرے کہ جماعت بحیثیت جماعت اور ہر فرد جماعت عاجزی اور انکساری کے اس مقام پر پہنچے جہاں ان کا صبر اور ان کی عبادتیں بھی حقیقی ہو جائیں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوں۔ان صبر اور دعاؤں کے پھل اگلے جہان میں ہی نہیں بلکہ اس دنیا میں بھی ایسے لگیں کہ دنیا کو نظر آجائے کہ یہ جماعت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیدا کی ہے۔اللہ کرے کہ ہم میں سے ہر ایک عاجزی اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی محبت میں بڑھتے جانے والا ہو تا کہ نجات اخروی حاصل کرنے والا ہو،حضور انور نے آخر پر پاکستان کے احمدیوں کے لئے دعا کی تحریک فرمائی اور فرمایا کہ پاکستان کے احمدی بھی اپنے ایمان وایقان کے لئے خاص طور پر بہت دعا کریں۔اللہ تعالیٰ اپنے قرب کا مقام ہر ایک کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین (روزنامہ الفضل ۱۱ جون ۲۰۱۳)

# صحبتِ صالحین

شہلا اشرف۔ مجلس نور

انسان کی فلاح و کامیابی دو چیزوں کی مرہون منت ہے ایک ایمان اور دوسرا عمل صالح۔ ان کے ذریعہ انسان دین و دنیا میں تمام مشکلات و مصائب سے نجات حاصل کرسکتا ہے۔ اور ان ہی کے ذریعے انسان ایک کامیاب اور سکون والی زندگی گزار سکتا ہے۔ ایمان اور عمل صالح کا باہمی ربط اس قدر گہرا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کے لیئے بے انتہا ثمر اور فوائد کا وعدہ فرمایا ہے۔ لیکن یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ دونوں نعمتیں انسان صحبت صالحین کے بغیر حاصل کرسکتا ہے؟

آج جس معاشرے میں اور جس زمانے میں ہم رہ رہے ہیں وہاں مذہبی پابندیوں سے دامن چھڑانے کا رجحان بڑھتا جارہا ہے اور اخلاقی قدریں ہر طرح سے پامال ہورہی ہیں اور نتیجہ یہ ہے کہ ہم بہت تیزی سے مغربی معاشرے کا اثر قبول کررہے ہیں اور اپنی آئندہ نسلوں کی بقا کے لیئے بھی فکرمند ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی سورۃ التوبہ کی آیت ۱۱۹ میں فرماتا ہے:

ترجمہ:۔ "اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔" خدا تعالیٰ نے اس آیت میں واضح طور پر نیک لوگوں کے ساتھ رہنے کی اہمیت بتادی ہے۔ یہی راستہ ایمان کی مضبوطی اور اصلاح نفس کا بہترین راستہ ہے۔ انسان جس طرح کے ماحول اور لوگوں میں رہتا ہے ان کے اثرات بھی قبول کرتا ہے۔ وہ محاورہ تو آپ نے سنا ہی ہوگا کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے **صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والادب** میں ایک حدیث ہے جو اس مضمون کو نہایت عمدگی سے بیان کرتی ہے۔ "حضرت موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال ان دو شخصوں کی طرح ہے جن میں سے ایک کستوری اٹھائے ہوئے ہے اور دوسرا بھٹی جھونکنے والا، کستوری والا آپ کو مفت میں کستوری مہیا کریگا یا آپ اس سے کستوری خرید لیں گے ورنہ کم از کم اس کی مہک ہی سونگھ لیں گے۔ اور بھٹی جھونکنے والا آپ کے کپڑے جلا ڈالے گا یا پھر کم از کم اس کا بدبودار دھواں تو ضرور تمہارے حصہ میں ہوگا۔"

(شائع کردہ ماہانہ انصار اللہ ربوہ ستمبر ۲۰۰۶)

حضرت شیخ سعدی سے ایک حکایت مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ "ایک روز ایک حمام میں مجھے کچھ مٹی پیش کی گئی۔ اس مٹی سے گلاب کے پھولوں کی خوشبو آرہی تھی۔ میں نے مٹی سے پوچھا کہ تو مشک ہے یا عنبر تو مٹی نے جواب دیا میں پھولوں کی ہمسائیگی میں رہی ہوں۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صحبت صالحین کو بصیرت حاصل کرنے کا اہم ذریعہ قرار دیا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:۔ "اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا تھا **کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ** اس میں بڑا نقطہ معرفت کا یہی ہے کہ چونکہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے اس لیے ایک راستباز کی صحبت میں رہ کر انسان راستبازی سیکھتا ہے اور اُس کے پاک انفاس کا اندر ہی اندر اثر ہونے لگتا ہے جو اُس کو خدا تعالیٰ پر ایک سچا یقین اور بصیرت عطا کرتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۲۴۸)

فارسی کی ایک مثل بہت مشہور ہے:۔

صحبت صالح ترا صالح کند　　صحبت طالح ترا طالح کند

یعنی اچھی صحبت تجھے صالح اور بری صحبت تجھے برا بنادے گی۔

یہ ایک بہت بڑی حقیقت ہے جس سے کوئی بھی عقلمند شخص انکار نہیں کرسکتا۔ اس دنیا کا کاروبار کچھ اس طرح چل رہا ہے کہ انسان تو انسان ہر چیز ہی کسی نہ کسی رنگ میں اپنے اردگرد کے ماحول کا اثر قبول کررہی ہے۔ ایک آسان سی مثال لے لیجیئے، اگر ایک بچہ چند دن ہی بری

عادتوں والے دوستوں کے ساتھ کھیلے گا تو وہ ان ہی کی عادتیں سیکھنی شروع کر دے گا آج کل تو میڈیا کا دور ہے۔ موبائل فون، آئی پیڈ اور ٹی وی ہمارے گھروں کے اندر داخل ہو چکے ہیں اور ایک بٹن دبانے سے ساری دنیا کے پروگرامز اور اچھے، برے خیالات آپ کے سامنے موجود ہیں۔ بچوں کو چند دن ٹی وی کے کسی اخلاق سوز پروگرام کو دیکھنے کی اجازت دے دیں اور چند دنوں بعد وہی اخلاق سوز الفاظ آپ ان کی زبان پر بھی سنیں گے۔ یا کسی ایسی کمپیوٹر گیم کے سامنے بیٹھا رہنے دیجیئے جس میں قتل و غارت گری یا توڑ پھوڑ ہے تو چند دنوں کے بعد ہی آپ بچوں کی عادات میں ایک واضح تبدیلی محسوس کریں گے دنیا میں اس موضوع پر کی گئی ریسرچ میں اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ میڈیا میں آنے والی اخلاق سوز پروگرام یا گیمز بچوں کی عادات پر منفی اثرات چھوڑتی ہیں اور آج دنیا میں بڑھنے والی مار دھاڑ اور تخریب کاری میں ان کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ دنیا کی تاریخ پر نظر ڈال کر دیکھ لیجیئے جتنے بڑے بڑے بدنام یا بری شہرت کے لوگ گزرے ہیں وہ پیدائشی طور پر ڈاکو چور یا برے نہیں تھے بلکہ معاشرے نے اور بری صحبت نے انہیں ایسا بنا دیا۔

کچھ عرصہ قبل ٹی وی پر ایک ڈاکومینٹری پروگرام دیکھایا گیا جس میں یہ حیرت انگیز نظارہ دیکھنے کو ملا کہ جب چند شیر کے بچوں اور بھیڑیئے کے بچوں کو پیدائش کے وقت ہی ایک مختلف ماحول فراہم کیا گیا یعنی انہیں جنگل سے نکال کر ایک گھر میں پالتو جانور کے طور پر پالا گیا تو حیرت انگیز طور پر ان کی عادات میں سے درندگی نکل گئی اور وہ ایک بلی یا کتے ہی کی طرح اس گھر میں ان کے بچوں کے ساتھ رہنے لگے۔ یعنی ماحول کی تبدیلی نے ان کی فطری عادات میں بھی تبدیلی پیدا کر دی۔

اکثر یہ بھی تاویل پیش کی جاتی ہے کہ اگر انسان خود مضبوط ہو تو کوئی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ یہ دراصل اپنے آپ کو دھوکا دینے والی بات ہے یہ تو قانون قدرت ہے کہ ماحول نہ صرف انسانوں بلکہ دنیا کی ہر شے پر اثر انداز ہو رہا ہے۔ پھول پودے موسم کی تبدیلی کی وجہ سے اپنی شکل اور جگہ بدل لیتے ہیں تا کہ وہ زندہ رہ سکیں، پہاڑوں کی ماہیت تبدیل ہو جایا کرتی ہے اور دریاؤں کے رخ تبدیل ہو جایا کرتے ہیں۔ یعنی ماحول کا اثر ہر جاندار اور بے جان اشیاء پر رہتا ہے۔

صحبت کا اثر تھا ہی تو ہمارے آقا محمد مصطفی ﷺ کی صحبت نے ان کے قریب رہنے والوں کو سونے کی چمکتی ہوئی ڈلیوں کی طرح بنا دیا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ: "یہ فضل اور برکت صحبت میں رہنے سے ملتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس صحابہ بیٹھے آخر نتیجہ یہ ہوا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اَللّٰہُ اَللّٰہُ فِیْ اَصْحَابِیْ۔ گویا صحابہ خدا کا روپ ہو گئے یہ درجہ ممکن نہ تھا کہ ان کو ملتا اگر دور ہی بیٹھے رہتے۔ یہ بہت ضروری مسئلہ ہے خدا کا قرب بندگان خدا کا قرب ہے اور خدا تعالیٰ کا ارشاد **کونوا مع الصادقین** اس پر شاہد ہے۔

(ملفوظات جلد اول نیا ایڈیشن صفحہ ۳۵۱)

پھر آپؑ فرماتے ہیں۔ "کہ انسان کو ہلاک کرنے والی چیزوں میں سے ایک بد صحبت بھی ہے۔ دیکھو ابو جہل خود تو ہلاک ہوا مگر اور بھی بہت سے لوگوں کو لے مرا جو اُس کے پاس جا کر بیٹھا کرتے تھے۔ اس کی صحبت اور مجلس میں بجز استہزاء اور ہنسی ٹھٹھے کے اور ذکر ہی نہ تھا۔"

(ملفوظات جلد اول نیا ایڈیشن صفحہ ۴۲۷۔۴۲۸)

صحبت صالحین کے سلسلے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ایمان افروز واقعہ تحریر کیا ہے فرماتے ہیں کہ "حضرت مسیح موعودؑ کو ایک دفعہ ایک سکھ طالبعلم نے جو گورنمنٹ کالج لاہور میں پڑھتا تھا اور آپ سے عقیدت اور اخلاص رکھتا تھا کہلا بھیجا کہ پہلے تو مجھے خدا تعالیٰ کی ہستی پر بڑا یقین تھا مگر اب کچھ عرصہ سے شکوک پیدا ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرے ان شکوک کو دور فرمائے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اسے کہلا بھیجا کہ معلوم ہوتا ہے تمہارے ساتھیوں میں سے کوئی شخص دہریت کے خیالات اپنے اندر رکھتا ہے جس کا تم پر اثر پڑ رہا ہے تم کالج میں جس جگہ بیٹھا کرتے ہو اس جگہ کو بدل لو۔ چنانچہ اس نے اپنی سیٹ بدل لی اور کچھ دنوں کے بعد اس کے خیالات کی خود بخود اصلاح ہو گئی۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ بُرے ساتھیوں کا انسان پر کتنا برا اثر پڑتا ہے۔ (بقیہ صفحہ 13 پر)

# جلسہ سالانہ کی اہمیت اور برکات

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمھیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

عطیہ رفعت۔ پرنسدال

ہمارے محبوب آقا حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی جگہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے بابرکت تذکرہ کیلیئے کوئی تقریب منعقد ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے اس مجلس کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور اس بابرکت مجلس کا تذکرہ کرتے ہیں۔ ایسی مجلس میں شامل ہونے والے تمام لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والی برکتوں سے بھرپور حصہ پاتے ہیں، حتیٰ کہ اتفاقاً اس مجلس میں بیٹھ جانے والا بھی اس نیک مجلس کی برکتوں سے محروم نہیں رہتا۔

جماعت احمدیہ بھی ایسی بابرکت مجالس کا انعقاد کرتی رہتی ہے جس میں سرفہرست جلسہ سالانہ کا اجتماع ہے۔ اس عظیم الشان روحانی اجتماع کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے اذن اور ہدایت پر حضرت مسیح موعود وامام مہدی علیہ السلام کے مقدس ہاتھوں سے 1891ء میں رکھی گی۔

جماعت احمدیہ کی بنیاد 1889ء کو رکھی گئی تھی گویا دو سال کے بعد پہلا جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ کے انعقاد کی تقریب اس طرح پیدا ہوئی کہ 1891ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے ایک رسالہ آسمانی فیصلہ کے نام سے شائع فرمایا اور اسمیں ان علماء کو جو آپکو کافر قرار دیتے تھے یہ دعوت دی گئی کہ قرآن مجید میں مومنوں کی جو علامات بیان کی گئی ہیں مثلاً امور غیبیہ کا اظہار اور دُعاؤں کی قبولیت وغیرہ۔ ان میں میرا مقابلہ کر لیں۔ اسی مقابلہ کو فیصلہ کی حیثیت دینے کیلیئے آپ نے تجویز فرمایا تھا کہ لاہور میں ایک انجمن قائم کر دی جائے اور اسکے ممبر فریقین کی مرضی سے مقرر کیئے جائیں۔ آپ نے اس تجویز کی تشکیل کی غرض سے مزید مشورہ کے لئے احباب جماعت کو 27 دسمبر 1891 کو قادیان میں آنے کیلیئے ارشاد فرمایا، چنانچہ اس جلسہ میں شمولیت کے لئے 75 احباب حاضر ہوئے اور اس روز نماز ظہر کے بعد مسجد اقصیٰ قادیان میں جلسہ شروع ہوا، حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے رسالہ آسمانی فیصلہ پڑھ کر سنایا۔ اس مختصر سے ایک روزہ جلسہ کے بعد ہر سال 27 تا 29 دسمبر کو یہ جلسہ منعقد کرنے کا اعلان حضرت مسیح موعودؑ نے بذریعہ اشتہار اعلان فرمایا۔ اور تب سے یہ روایت پوری شان سے جاری ہے۔

جلسہ سالانہ کی برکت سے کہ کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر والا دور ختم ہوا اور یہی مقدس بستی مرجع خاص وعام بن گئی۔ ہر سال جلسہ کے موقعہ پر اس بستی کی شان دیدنی ہوتی ہے۔ تقسیم ہند کے بعد بھی قادیان میں جلسہ سالانہ کا سلسلہ باقاعدگی سے جاری ہے۔ جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت اور جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی کا ایک روشن سے روشن تر ہونے والا نشان ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کی پاکستان ہجرت کے بعد ربوہ میں جلسہ سالانہ منعقد ہونا شروع ہوا اور جب نامساعد حالات کے باعث حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو لندن ہجرت کرنا پڑی تو برطانیہ کا جلسہ سالانہ انٹرنیشنل جلسے کی صورت اختیار کر گیا۔

## آئے وہ دن کہ جنکی چاہت میں گنتے تھے دن اپنی تسکین جاں کے لئے

اس جلسے کے بڑے مقاصد میں سے ایک بڑا مقصد یہ تھا کہ اس دنیا کو ہی سب کچھ نہ سمجھو جو کہ چند روزہ ہے آخر کار انسان نے خدا کے حضور حاضر ہونا ہے آخرت کی بھی فکر ہونی چاہیئے۔ دنیاوی لالچوں اور شیطانی وسوسوں سے اپنے آپ کو بچاتے ہوئے محض للہ اپنا وقت اور کام کاج چھوڑ کر ایسی مجالس میں شریک ہونا ایمان کی مضبوطی کا باعث ہے۔ علمی

اور ادبی خزانوں میں سے حصہ پانا، صحبت صالحین کا حاصل ہونا، باہمی محبت اور مواخات کا اضافہ اس جلسہ کی اہم خصوصیات میں سے ایک ہیں۔ ہمارے یہ جلسے باقی دنیا کی طرح محض کھیل تماشہ نہیں ہیں بلکہ فکری اور تمدنی اور روحانی جذبوں کے فروغ کا ذریعہ ہیں۔ بار بار کی ملاقاتیں، مہمانداری میزبانی اور نظم وضبط، گاڑیوں کی لمبی لمبی قطاریں سکون سے پارک کروالی جاتی ہیں کہ کوئی شور وغوغا نہیں، ہزاروں لوگوں نے ایک ہی دستر خوان پہ کھانا کھایا مگر مجال ہے جو ذرہ سی بدنظمی بھی ہوئی ہو۔ موسم سرد ہے یا گرم، بارش ہے یا آندھی لوگ اپنے پیارے امام کا خطاب خاموشی سے سن رہے ہیں۔ وقت ہے کہ تھم سا گیا ہے کسی کو کوئی جلدی نہیں ہے سب روحانی پیاس بجھانے بیٹھے ہیں۔ اللہ اللہ کیا نظارہ ہے، آؤ لوگو دیکھو کہ وہ ایک قطرہ کہ جو آج مانند دریا اپنی شان خود بیان کر رہا ہے۔ اگر ایک طرف **وَاِذَا النُّفُوْسُ** والی قرآنی پیش گوئی پوری ہو رہی ہے تو دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کی عملی تفسیر ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اس جلسے کو آپس کی ملاقات کا بہانہ بھی قرار دیا ہے کہ نئے احمدی پرانے احمدی کو دیکھ لینگے اس طرح سے رشتہ تودّدو تعارف ترقی پذیر ہوگا۔ یہ جلسہ کی برکات ہی ہیں کہ ان دنوں میں آپس کی رنجشیں اور دوریاں مٹانے کے بہترین سامان پیدا ہوتے ہیں نئے رشتے استوار ہوتے ہیں۔

یورپ اور امریکہ میں جو حضرت اقدس کے بیان کے مطابق نئی لہر آئی ہے وہ جلسہ جو قادیان سے 75 نفوس سے شروع ہوا تھا اب اکناف عالم میں پھیل گیا ہے اور یورپ اور امریکہ میں بڑی شان سے منعقد ہوتا ہے۔ ان ممالک میں اب خدا تعالیٰ کے فضل سے نظر آرہا ہے کہ تقریباً تمام انتظام یہاں کے پیدا ہونے والے بچے بچیوں نے سنبھال لیا ہے۔ یہ نوجوان یہاں کے پلے بڑھے ہیں گویا احمدیت کی پرانی نسل کی دینی روایات کو وہ اس وقت کی الیکٹرونک دنیا میں بھی کس شان سے لیکر آگے بڑھ رہے ہیں اور پرانے احمدی جب اس نئی نسل کو ایمان اور یقین اور معرفت میں اس مقام پر دیکھتے ہیں کہ کس طرح اس نئی نسل نے پرانی نسل کی اقدار کی حفاظت کی ہے اور ان ممالک میں اعلیٰ تعلیم اور نظم و ضبط کے ساتھ نہایت عمدگی سے جلسہ کی خدمات بجا لا رہے ہیں تو یہ بات انکی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی تسکین کا موجب بنتی ہے کہ انکی نسل اللہ کے فضل سے اسلام اور احمدیت کی اعلیٰ اقدار کی پاسبان ہے اور اسی جذبہ اور جوش اور خلوص اور قربانی کی روح سے جلسہ کے انتظامات کو چلانے والی ہے جو حضرت مسیح موعودؑ اور آپکے خلفاء کی تربیت سے اب جماعت کے مزاج کا حصہ ہے۔

یہ مشاہدہ ہمیں اس ایمان میں اور بھی راسخ کرتا ہے کہ انشاءاللہ اب وہ وقت دور نہیں جب یورپ اور امریکہ وغیرہ مغربی ممالک میں اسلام احمدیت کے ذریعے ایک عظیم الشان انقلاب رونما ہوگا اور مسیح پاک کے مبارک ہاتھوں سے جاری ہونے والے جلسے کی برکت سے اور اسکے تابع ہونے والے جلسوں کی بہار سے ساری دنیا اسلام کی روحانی خوشبو سے مہک اٹھے گی۔

حضرت مسیح موعودؑ کو جو پیش خبری دی گئی کہ "تیرے ہاتھ سے یہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا" کے مصداق وہ جلسہ جو ایک نامعلوم بستی سے شروع ہوا آج یہ پودا تناور درخت بن چکا ہے اور اسکی شاخیں اکنافِ عالم میں پھیل گئی ہیں اور اسطرح اب وہ جلسہ جو قادیان اور پھر ربوہ میں منعقد ہوتا تھا وقت کے ساتھ ساتھ اب دنیا کے ہر کونے میں منعقد ہوتا ہے۔ اس طرح تقریباً سارا سال ہی دنیا میں کہیں نہ کہیں جلسہ منعقد ہو رہا ہوتا ہے لیکن جس جلسہ میں خلیفہ وقت بنفس نفیس موجود ہوں اسکی شان ہی نرالی ہوتی ہے اور پھر ایم ٹی اے کے ذریعے سے دنیا کے ہر کونے میں کروڑوں لوگ بیک وقت یہ کاروائی براہ راست دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اس سے زیادہ اس جلسے کے بابرکت ہونے کا اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ رات دن کا فرق کئے بغیر کروڑوں لوگ صرف ایک طرف توجہ مرکوز کیئے بیٹھے ہیں کہ خلیفۂ وقت کا خطاب سننا ہے اور وہ روحانی موتی چننے ہیں جن کو بانٹنے کیلیئے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ

کو مبعوث فرمایا۔ سردی گرمی یا برسات موسم کی سختی یا سفر کی صعوبتیں احباب جماعت کے جذبہ کے سامنے کوئی معنی نہیں رکھتیں ہر طرح کی تکلیفیں برداشت کر کے لوگ اس جلسہ میں شامل ہونا اپنے لیئے عین سعادت سمجھتے ہیں۔ اور تمام سال اس انتظار میں رہتے ہیں کہ کب وہ مقدس گھڑی آئے کہ خلیفۂ وقت کا دیدار نصیب ہو۔

## جلسہ میں شرکت کرنے والوں کیلئے دعائیں

اس جلسہ میں شامل ہونے والے حضرت مسیح موعودؑ کی ان دعاؤں کے بھی حصہ دار بنتے ہیں جو آپؑ نے حاضرین جلسہ کیلئے کی ہیں۔

''ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ انکے ساتھ ہو اور انکو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور انکی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور انکے ہم و غم دور فرما دے اور انکو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنائت فرماوے اور انکی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ انکو اٹھاوے جن پر اسکا فضل اور رحم ہے اور تا اختتام سفر انکے بعد انکا خلیفہ ہو اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کیساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۴۲)

## دلچسپ حقائق جلسہ ہائے سالانہ

☆ پہلا جلسہ سالانہ 27 دسمبر 1891ء قادیان مسجد اقصیٰ میں منعقد ہوا 75 احباب شریک ہوئے۔

☆ دوسرا سالانہ جلسہ 27، 28 دسمبر 1892ء قادیان میں منعقد ہوا حاضری 500۔

☆1893 کا جلسہ بعض وجوہات کی بنا پر ملتوی ہوا۔

☆1894 تا 1900 میں قادیان مسجد اقصیٰ جلسے منعقد ہوئے سوائے

☆1896 میں جلسہ مذاہب عالم لاہور دسمبر میں ہوا جسمیں اسلامی اصول کی فلاسفی والا مضمون پڑھا گیا، جسکی وجہ سے قادیان کا جلسہ ملتوی ہوا۔

☆1900 میں 26 تا 28 دسمبر جلسہ قادیان میں ہوا مگر حضرت مسیح موعودؑ نے ناسازی طبع کیوجہ سے ایک خطاب فرمایا۔

☆1905 کے جلسہ کی خاص بات انجمن کارپردازان مصالح بہشتی مقبرہ کا قیام تھا۔

☆1907 کو دور مسیح موعود کا آخری جلسہ قادیان میں 26، 27، دسمبر کو منعقد ہوا۔ 28 دسمبر کے خطاب میں آپؑ نے فرمایا ''زندگی کا کچھ اعتبار نہیں جسقدر لوگ آج اس جگہ موجود ہیں معلوم نہیں ان میں سے کون سال آئیندہ تک زندہ رہیگا اور کون مرجائے گا'' اس جلسہ میں مہمانوں کی بہت کثرت تھی جمعہ کے روز مسجد اقصیٰ کے علاوہ لوگوں نے اردگرد کی دکانوں گھروں اور ڈاکخانہ کی چھتوں پر کھڑے ہو کر نماز جمعہ ادا کی۔

☆1909 کا جلسہ بعض وجوہ کی بنا پر 25 تا 27 مارچ 1910 کو منعقد ہوا اور 1910 کا جلسہ 25 تا 27 دسمبر 1910 کو منعقد ہوا اس لحاظ سے اس سال دو جلسہ ہائے سالانہ منعقد ہوئے۔

☆1914 پہلی دفعہ خواتین کو جلسہ میں مدعو کیا گیا۔

☆1917 خواتین کا علیحدہ جلسہ ہوا جسکا الگ طور پر انتظام کیا گیا۔

☆1922 میں لجنہ کی بنیاد رکھی گئی اور پہلی دفعہ لجنہ کے زیر اہتمام جلسہ شیخ یعقوب علی عرفانی کی کوٹھی پر ہوا۔

☆1936 پہلی دفعہ جلسہ میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال ہوا۔

☆1939 کا جلسہ خلافت جوبلی کے طور پر منایا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے دعائیں پڑھتے ہوئے نعرہ ہائے تکبیر کے دوران پہلی دفعہ لوائے احمدیت لوائے خدام الاحمدیہ اور زنانہ جلسہ گاہ جا کر لجنہ اماء اللہ کا جھنڈا لہرایا۔

☆1944 کا جلسہ اس لحاظ سے بہت اہم ہو گیا کہ اسی سال حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق ہونے کی خوشخبری احباب کو سنائی۔

☆1949 پہلا جلسہ سالانہ ربوہ 15، 16، 17 اپریل کو منعقد ہوا۔

☆1964 کا جلسہ دور مصلح موعودؓ کا آخری جلسہ تھا۔ اس جلسہ میں حضور

ناسازئ طبع کیوجہ سے تشریف نہ لا سکے۔

☆1966 کا جلسہ سالانہ رمضان المبارک کی وجہ سے مؤخر کر دیا گیا اور پھر ۲۶ تا ۲۸ جنوری 1967ء کو منعقد کیا گیا۔

☆1967ء کا جلسہ مؤخر کر کے ۱۱ تا ۱۳ جنوری 1968ء کو منعقد کیا گیا اور

☆ 1968ء کا جلسہ سالانہ ۲۶ تا ۲۸ دسمبر کو ہوا۔ اس طرح 1968ء میں دو جلسے ہوئے۔

☆1971 کا جلسہ جنگ کیوجہ سے ملتوی کر دیا گیا۔

☆1980 کو پندرہویں صدی ہجری کا پہلا جلسہ منعقد ہوا۔

☆1983 کا جلسہ سالانہ ربوہ پاکستان کا آخری جلسہ تھا، اس کے بعد آج تک حکومت پاکستان نے جلسہ کی اجازت نہیں دی۔

☆1985 کا جلسہ سالانہ جماعت انگلستان کا وہ جلسہ تھا جس سے لندن میں بین الاقوامی جلسوں کا آغاز ہوا۔

☆1987 کے جلسہ سالانہ انگلستان میں پہلی بار اُن ممالک کے جھنڈے لہرائے گئے جہاں جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے۔

☆1989 کا جلسہ اس لحاظ سے تاریخی تھا کہ یہ احمدیت کے سو سال مکمل ہونے کا جوبلی جلسہ تھا۔ اس جلسہ کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ اسمیں حضرت مولوی محمد حسین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی دعوت پر شامل ہوئے۔

☆1993 کے جلسہ پر پہلی دفعہ عالمی بیعت کا آغاز ہوا۔

☆2008 کا جلسہ قدرت ثانیہ کے سو سال مکمل ہونے پر خلافت جوبلی کے طور پر منایا گیا۔

(جلسہ سالانہ مرتبہ: عطاء المجیب راشد:۔صفحہ ۴۹ تا ۵۷)

## پُھول تم پر فرشتے نچھاور کریں

آئے وہ دن کہ ہم جن کی چاہت میں گنتے تھے دن اَپنی تسکینِ جاں کے لئے
پھر وہ چہرے ہُویدا ہوئے جن کی یادیں قیامت تھیں قلبِ تپاں کے لئے

جن کے اِخلاص اور پیار کی ہر اَدا، بے غرض، بے رِیا، دِلنشیں، دلرُبا
بے صدا جن کی آنکھوں کا کرب و بلا، کربلا ہے دِلِ عاشقاں کے لئے

پیار کے پُھول دِل میں سَجائے ہوئے، نورِ ایماں کی شمعیں اُٹھائے ہوئے
قافلے دُور دیسوں سے آئے ہوئے، غمزدہ اِک بدیس آشیاں کے لئے

دیر کے بعد اے دُور کی راہ سے آنے والو! تمہارے قدم کیوں نہ لیں
میری ترسی نگاہیں کہ تھیں منتظر، اِک زمانے سے اِس کارواں کے لئے

پُھول تم پر فرشتے نچھاور کریں، اور کشادہ ترقی کی راہیں کریں
آرزوئیں مری جو دُعائیں کریں، رَنگ لائیں مرے میہماں کے لئے

میرے آنسو تمہیں دیں رَمِ زندگی، دُور تم سے کریں ہر غَمِ زندگی
میہماں کو مِلے جو دَمِ زندگی، وہی اَمرت بنے میزباں کے لئے

نور کی شاہراہوں پہ آگے بڑھو، سال کے فاصلے لمحوں میں طے کرو
خُوں بڑھے میرا تم جو ترقّی کرو، قُرّۃُالعین ہو سارباں کے لئے

(از کلام طاہر صفحہ ۲۸، ۲۹)

**حاشیے کے اوپر دیئے گئے اقوال**

قرآن کریم، احادیث نبویہ ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور ملفوظات سے لیئے گئے ہیں۔

لجنات حضور انور کے ارشاد کے مطابق روزانہ دو نوافل کا التزام کریں۔ جماعت ناروے نے نفلی روزہ کے لیئے ہر سوموار کا دن مقرر کیا ہوا ہے۔

جزاکم اللہ

# عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ منانے کی اغراض

(لبنیٰ کریم۔ حلقہ کرستیان ساند)

دنیا کے تمام مذاہب نے اپنے ماننے والوں کے لیے کوئی نہ کوئی دن خوشی کے تہوار منانے کے لیے مقرر کیا ہے جنھیں عام طور لوگ ایک خوشی حاصل کرنے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ مذہبی تہواروں کی تیاری میں ہی اِن کو منانے والے ایک خاص خوشی محسوس کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے دو معروف مذہبی تہوار عیدالفطر اور عیدالضحیٰ ہیں۔ عیدالفطر جو کہ اسلامی قمری کیلنڈر کے نویں مہینے رمضان کے 29 یا 30 روزے رکھنے کے بعد منائی جاتی ہے اور اُس کے دس ہفتے بعد عیدالضحیٰ منائی جاتی ہے۔ اِن دونوں عیدوں کا تعلق نفس اور جان و مال کی قربانی سے ہے۔

ہر قوم کے لیے خوشی منانے کا خاص دن ہوتا ہے اور اس دن کو منانے کا اپنا اپنا طریقہ ہے۔ مگر یہ فخر صرف اسلام کو حاصل ہے کہ اس نے دیگر مذاہب کی طرح عید کے دن کو شور شرابے اور لہو ولعب سے پاک قرار دیتے ہوئے ایک مذہبی تہوار قرار دیا ہے۔

رمضان المبارک کا مہینہ خواہشات کی قربانی، عبادات اور اطاعت کا مہینہ ہے۔ نیکی اور تقویٰ کا مہینہ ہے۔ جو لوگ رمضان المبارک کے مقدس ایام ذکرِ الٰہی اور عبادتِ الٰہی میں گزارتے اور اللہ کے حکم کے مطابق روزے رکھتے ہیں اور محض اللہ کی خاطر حلال چیزوں کو بھی اپنے لیے روک لیتے ہیں ایسے روزے داروں کے لئے اللہ تعالیٰ نے عید کی خوشی کا دن رکھا ہے۔ یہ شکرانِ نعمت کا دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو رمضان کی برکات سے حصہ لینے کی توفیق عطا کی۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو اہلِ مدینہ جن کی خاصی تعداد اسلام قبول کر چکی تھی دو تہوار منایا کرتی تھی جن میں کھیل تماشے اور تفریح کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا!

**" کہ تم جو یہ دو دن مناتے ہو اس کی اصلیت کیا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ ہمارے تہوار ہیں جو ہم زمانہ جاہلیت سے مناتے آرہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان دو تہواروں سے بہتر دو تہوار تمہارے لئے مقرر کر دئے ہیں۔ ایک عیدالفطر اور دوسرا عیدالضحیٰ کا دن۔ "**

(رسالہ مصباح ستمبر 2009)

عید کے لغوی معنی خوشی، مسرت و شادمانی اور انعام و اکرام کے ہیں۔ اس انعام کے اصل حق دار وہی لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے روزے اور اس کے اغراض و مقاصد کو پورا کیا ہو۔ اس ماہِ مبارک میں ماحول میں ایک عجیب سی پاکیزگی و نکھار آجاتا ہے جس میں عید کی خوشی شامل ہو کر اس مسرت و شادمانی کو چار چاند لگا دیتی ہے۔ اس دن فرشتے بھی خوشی مناتے ہیں تو ہم میں سے کون بدنصیب یہ چاہے گا کہ وہ اس دن اپنے رب کی خوشنودی حاصل نہ کرے۔ عید کا دن گناہوں کی مغفرت اور نزولِ رحمت کا دن ہے۔ عید کا دن جتنا بڑا ہے اسے اتنے ہی اہتمام سے منانا چاہیے۔

### عیدالاضحیٰ

یہ عید اُس قربانی کی یاد میں منائی جاتی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کی خوشنودی کے حصول اور دُنیا کی ہدایت کے لئے پیش کی تھی۔ عیدالاضحیٰ قربانی کی عید ہے۔ اسے بڑی عید بھی کہتے ہیں اور یہ تیسرے دن تک نماز ظہر تک رہتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز عید کے بعد ان ایام میں کسی وقت بھی قربانی دی جاسکتی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس قربانی کے واقعہ کے متعلق قرآن کریم میں یوں ذکر ہے۔

**"اے میرے رب مجھے نیکو کار اولاد بخش**

**تب ہم نے اس کو ایک حلیم لڑکے کی بشارت دی۔پھر جب وہ لڑکا اس کے ساتھ چلنے کے قابل ہو گیا تو اسنے کہا اے میرے بیٹے میں نے تجھے خواب میں دیکھا کہ گویا میں تجھے ذبح کر رہا ہوں پس تو فیصلہ کر کہ اس میں تیری کیا رائے ہے۔**(اس وقت بیٹے نے کہا) **اے میرے باپ جو کچھ تجھے خدا کہتا ہے وہی کر تو انشاء اللہ مجھے اپنے ایمان پر قائم رہنے والا دیکھے گا۔پھر جب وہ دونوں فرمابرداری پر آمادہ ہو گئے اور اس** (یعنی باپ) **نے اس** (یعنی رضامندی ظاہر کرنے والے بیٹے) **کو ماتھے کے بل گرا لیا اور ہم نے اس** (یعنی ابراہیم) **کو پکار کر کہا اے ابراہیم تو اپنی رؤیا پوری کر چکا ہم اس طرح محسنوں کو بدلا دیا کرتے ہیں۔یہ یقیناً ایک کھلی کھلی آزمائش تھی اور ہم نے اس یعنی اسماعیل کا فدیہ ایک بڑی قربانی کے ذریعے سے دے دیا اور بعد میں آنے والی قوموں میں اس کا نیک ذکر باقی رکھا۔"** (سورۃ الصّٰفّٰت 101 تا 109)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہ قربانیاں اُس کا لُب نہیں، پوست ہیں۔رُوح نہیں، جسم ہیں۔ اس سہولت اور آرام کے زمانے میں ہنسی خوشی عید ہوتی ہے اور عید کی انتہا ہنسی خوشی اور قسم قسم کے تعیّشات قرار دیئے گئے ہیں عورتیں اس روز تمام زیورات پہنتی ہیں۔عمدہ سے عمدہ کپڑے زیب تن کرتی ہیں، مرد عمدہ پوشاکیں پہنتے ہیں اور عمدہ سے عمدہ کھانے بہم پہنچاتے ہیں اور یہ ایسا مسرت اور راحت کا دن سمجھا جاتا ہے کہ بخیل سے بخیل انسان بھی آج گوشت کھاتا ہے۔الغرض ہر قسم کے کھیل کُود اور لہو و لعب کا نام عید سمجھا گیا مگر افسوس ہے کہ حقیقت کی طرف مطلق توجہ نہیں کی جاتی۔"

پھر آپؑ فرماتے ہیں! "درحقیقت اس دن بڑا اسِرّ یہ تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس قربانی کا بیج بویا تھا اور مخفی طور پر بویا تھا آنحضرت ﷺ نے اس کے لہلہاتے کھیت دکھائے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے ذبح کرنے میں خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں دریغ نہ کیا۔اس میں مخفی طور پر یہی اشارہ تھا کہ انسان ہمہ تن خدا کا ہو جائے اور خدا کے حکم کے سامنے اس کی اپنی جان اپنی اولاد اور اپنے اقرباء اعزّا کا خون بھی خفیف نظر آوے۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 326 تا 327)

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں روزہ کی برکات حاصل کرنے کی زیادہ سے زیادہ توفیق بخشے اور رمضان کے بعد حقیقی عید کی خوشیاں عطا فرمائے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام جن کی یاد میں اور جن کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ہم یہ عید مناتے ہیں ان کے اسوۂ حسنہ کو ہمیشہ مدنظر رکھیں۔آمین

%%%%%%%%%%%%%%

**بقیہ صحبت صالحین سے:**

یہی حکمت ہے جس کے ماتحت رسول کریم ﷺ جس کسی مجلس میں تشریف رکھتے تو بڑی کثرت سے استغفار فرمایا کرتے تھے تاکہ کوئی بری تحریک آپ ﷺ کے قلب مطہر پر اثر انداز نہ ہو۔" (تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۴۸۱۔۴۸۲)

تاریخ کے اوراق پلٹ کر دیکھیئے تو پرانے زمانے میں بھی لوگ اپنے بچوں کو بہتر تعلیم و تربیت کے لیئے دور دراز نیک لوگوں کی صحبت میں رہنے کے لیئے بھیجا کرتے تھے۔اور آج جس زمانے میں ہم رہ رہیں ہیں تو ہم خوش قسمت ہیں کیوں کہ ہم خدا کے خلیفہ کے دور میں رہ رہے ہیں ہر وقت ہمیں ان کی رہنمائی حاصل ہے آپ کے خطبات سننا اور ارشادات پر عمل کرنا بھی صحبت صالحین اختیار کرنے کا اہم ذریعہ ہے۔MTA صحبتِ صالحین کا ایک ایسا چشمہ ہے جو ہر وقت بہہ رہا ہے ضرورت اس سے فیض حاصل کرنے کی ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

# اسلام اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلمؐ سے عشق

آؤ لوگو! کہ یہیں نُورِ خُدا پاؤ گے !! تُمھیں طَور تسلّی کا بتایا ہم نے
آج اِن نُوروں کا اِک زور ہے اِس عاجز میں دل کو اِن نُوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے
جب سے یہ نُور ملا نُورِ پیمبر سے ہمیں ذات سے حق کی وجُود اپنا ملایا ہم نے
مُصطفٰے پر ترا بیحد ہو سلام اور رحمت اُس سے یہ نُور لیا بارِ خدایا ہم نے

ربط ہے جانِ مُحمّد سے مری جاں کو مُدام
دل کو وُہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

اُس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالَم میں لاجَرَم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے
مَوردِ قہر ہوئے آنکھ میں اَغیار کے ہم جب سے عِشق اس کا تہ دل میں بٹھایا ہم نے
زُعم میں اُن کے مسیحائی کا دعوٰی میرا اِفترا ہے جسے از خود ہی بنایا ہم نے
کافر و مُلحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں! نام کیا کیا غمِ ملّت میں رکھایا ہم نے

گالیاں سُن کے دُعا دیتا ہُوں اِن لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

تیرے مُنہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدﷺ تیری خاطر سے یہ سب بار اُٹھایا ہم نے
تیری اُلفت سے ہے معمُور مرا ہر ذرّہ اپنے سینہ میں یہ اِک شہر بسایا ہم نے

(از درثمین صفحہ ۱۶، ۱۷)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مَحَمّدٍ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی آ لِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی آلِ اِ بْرَا ھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

# حیا عورت کا زیور اور پردہ زینت

بلقیس اختر صاحبہ۔ تھوئین

شرم وحیا اور عورت لازم وملزوم ہیں۔عورت چاہے کسی بھی معاشرے کی ہو کہیں نہ کہیں اس میں حیا کا مادہ ضرور پایا جاتا ہے۔لیکن سب سے زیادہ حیا اور پردہ کا حق مسلمان عورتوں نے ادا کیا ہے۔

پردہ کا مطلب کسی بھی قیمتی چیز یا راز کو حفاظت سے چھپا کر رکھنا یا ڈھانکنا کے ہیں۔ ہر ایسی روک جو کسی کی حفاظت کی غرض سے کی جائے اسے پردہ کہتے ہیں ۔اسی طرح خدا تعالیٰ کی بنائی ہوئی اس کائنات میں عورت بھی ایک ایسا قیمتی وجود ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو ڈھانپنے کا حکم دیا ہے۔تا کہ وہ حفاظت میں رہے۔ پردے کی اہمیت کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:"اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے جو اس میں سے از خود ظاہر ہو۔ اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیا کریں۔اور اپنی زینتیں ظاہر نہ کیا کریں۔"

(سورۃ النور آیت : 32)

ایک اور جگہ فرمایا:"اے نبی! تُو اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی چادروں کو اپنے اوپر جھکا دیا کریں۔ یہ اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچانی جائیں اور انہیں تکلیف نہ دی جائے اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔"

(سورۃ الاحزاب: 60)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "ایماندار عورتوں سے کہہ دے کہ وہ بھی اپنی آنکھوں کو نامحرم مردوں کو دیکھنے سے بچائیں،اور اپنے کانوں کو بھی نامحرموں سے بچائیں یعنی ان کی پُر شہوت آوازیں نہ سنیں اور اپنے سَتر کی جگہ کو پردہ میں رکھیں اور اپنی زینت کے اعضاء کو کسی غیر محرم پر نہ کھولیں اور اپنی اوڑھنی کو اس طرح سر پر لیں کہ گریبان سے ہو کر سر پر آ جائے یعنی گریبان اور دونوں کان اور سر اور کنپٹیاں سب چادر کے پَردہ میں رہیں اور اپنے پیروں کو زمین پر ناچنے والوں کی طرح نہ ماریں۔ یہ وہ تدبیر ہے جس کی پابندی ٹھوکر سے بچا سکتی ہے۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 3 صفحہ 457) alislam.org

آپؑ مزید فرماتے ہیں: "قرآن مسلمان مردوں اور عورتوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ غضِ بصر کریں جب ایک دوسرے کو دیکھیں گے ہی نہیں تو محفوظ رہیں گے۔۔۔۔اسلامی پردہ سے ہرگز یہ مراد نہیں ہے کہ عورت جیل خانہ کی طرح بند رکھی جائے۔قرآن شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں ستر کریں۔ وہ غیر مرد کو نہ دیکھیں۔جن عورتوں کو باہر جانے کی ضرورت تمدّنی امور کے لئے پڑے اُن کو گھر سے باہر نکلنا منع نہیں ہے۔۔۔۔۔اسلام نے یہ کب بتایا ہے کہ زنجیر ڈال کر رکھو اسلام شہوات کی بناء کاٹتا ہے۔ یورپ کو دیکھو کیا ہو رہا ہے۔لوگ کہتے ہیں کہ کُتوں اور کُتیوں کی طرح زنا ہوتا ہے اور شراب کی اس قدر کثرت ہے کہ تین میل تک شراب کی دو کانیں چلی گئیں۔ یہ کس تعلیم کا نتیجہ ہے؟ کیا پردہ داری کا یا پَردہ دری کا؟"

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 3 صفحہ 445) alislam.org

اب دیکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سو سال سے زیادہ عرصہ پہلے یہ بات کہی تھی جب کہ لوگوں میں خصوصاً عورتوں میں شرم وحیا اور پردے کی طرف رجحان آج کی نسبت بہت یادہ تھا تو آج تو دنیا میں ویسے بھی بے حیائی کے تمام ریکارڈ ٹوٹ رہے ہیں۔ بے حیائی کے نئے نئے طریقے ڈھونڈے جا رہے ہیں اس لئے ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بہت پیار اور محبت سے ہمیں اس طرف بڑی تفصیل سے توجہ دلائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

**"اولاد کا طیب ہونا طیبات کا سلسلہ چاہتا ہے اگر یہ چاہتے ہیں کہ اولاد**

پاک ہو تو مسلسل اپنی حالتوں کا بھی جائزہ لو کہ وہ پاک ہیں کہ نہیں اگر یہ نہ ہو تو پھر اولاد خراب ہوتی ہے۔اس لئے چاہیئے کہ سب توجہ کریں اور عورتوں کو اپنا نمونہ دکھائیں کیونکہ عورت نے ہی اولاد کی تربیت کرنی ہے۔اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں تو میں نے بعض دفعہ دیکھا ہے کہ عورتیں مردوں سے زیادہ نیکی پر قائم رہنے والی اور نمونہ دکھانے والی ہیں اور شکر کرنے والی ہیں لیکن مردوں کو بہر حال ذمہ داری انہی کی ہے بعض دفعہ یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ عورتیں مردوں کے زیر اثر آ جاتی ہیں مثلاً **اکثر مجھے شکایات آتی ہیں کہ پردے کے بارے میں ان ملکوں میں آکر مرد ہیں کہ جن کو شرم آتی ہے کہ عورت حجاب نہ لے یا اپنے آپ کو نہ ڈھانکے، بازار میں ان کے ساتھ نہ پھرے بلکہ بعضوں نے تو بعض نئی آنے والی پاکستان سے اپنی ماؤں بہنوں کو یہ بھی کہا ہوا ہے کہ یہاں پردہ کرنا بڑا جرم ہے اور اگر تم نے پردہ کیا یا چادر اوڑھی یا سکارف لیا یا حجاب پہنا تو تمہیں پولیس پکڑ کر لے جائے گی اور اسی لئے بعض عورتوں نے مجھے خود بتایا کہ انہوں نے اپنے نقاب اتار دیئے یہ کہاں تک سچ ہے یہ اللہ بہتر جانتا ہے۔**لیکن بہر حال ایسے لوگ یہاں ہیں جن کا مجھے علم بھی ہے۔ایک دو کیس ایسے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں یورپ کی طرح بے پردگی پر بھی زور دے رہے ہیں لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں یہی عورتوں کی آزادی فسق و فجور کی جڑ ہے۔

فرمایا: اسلام نے تو یہ حکم دیا ہے کہ مرد عورت سے اور عورت مرد سے پردہ کرے اس سے غرض یہی ہے کہ نفس سے انسان پھسلنے سے اور ٹھوکر کھانے سے بچا رہے۔ایک جگہ آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: آجکل پردے پر حملے کئے جاتے ہیں اور آجکل اس زمانے میں تو یورپ میں تو بہت زیادہ ہے بلکہ ان حملوں کا ہی اثر ہے کہ غیر از جماعت جو مسلمان ہیں دوسرے مسلمان چاہے انہوں نے بلاؤز اور ٹائٹ جینز پہنی ہو اس ردعمل کے طور پر حجاب اور سکارف لینا شروع کر دیا ہے۔گو کہ وہ پردہ نہیں ہے اور اس کی بھی حکومتیں بعض جگہ بعض اس کے خلاف ہیں لیکن انہوں نے ردعمل دکھایا تو احمدی عورتیں یہ کیوں نہیں دکھا سکتیں۔احمدی مرد کو اس میں کیا جھجک اور شرماہٹ ہے کہ اس کی عورت پردہ کرے۔

فرماتے ہیں کہ آجکل پردے پر حملے کئے جاتے ہیں لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ اسلامی پردے سے مراد زندان نہیں یعنی قید خانہ نہیں ہے بلکہ ایک قسم کی روک ہے کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں۔ جب پردہ ہوگا تو ٹھوکر سے بچیں گے ایک منصف مزاج کہہ سکتا ہے کہ ایسے لوگوں میں جہاں غیر مرد اور عورت اکٹھے بلا تامل اور بے محابہ مل سکیں، سیریں کریں کیونکہ جذباتِ نفس سے اس طرح ٹھوکر نہ کھائیں گے۔بسا اوقات دیکھنے اور سننے میں آیا ہے کہ ایسی قوم میں غیر مرد اور عورت کے ایک مکان میں تنہا رہنے کو حالانکہ دروازہ بھی بند ہو کوئی عیب نہیں سمجھتیں۔یہ گویا تہذیب ہے انہی بدنتائج کو روکنے کے لئے شارع اسلام نے وہ باتیں کرنے کی اجازت نہیں دی یہ تہذیب ہوگی۔لیکن اسلام نے اور آنحضرت ﷺ نے اس کی اجازت نہیں دی جو کسی کی ٹھوکر کا باعث ہوں ایسے مواقع پر کہہ دیا کہ جہاں اس طرح غیر محرم مرد و عورت ہر دو جمع ہوں تیسرا ان میں شیطان ہوتا ہے۔ان ناپاک نتائج پر غور کرو جو یورپ اس خلیع الرسن تعلیم سے بھگت رہا ہے بعض جگہ بالکل ناقابل شرم طوائفانہ زندگی بسر کی جارہی ہے یہ انہی تعلیمات کا نتیجہ ہے اگر کسی چیز کو خیانت سے بچانا چاہتے ہیں تو حفاظت کرو لیکن اگر حفاظت نہ کرو اور یہ سمجھ رکھو کہ بھلے مانس لوگ ہیں تو یاد رکھو ضرور وہ چیز تباہ ہوگی۔ اسلامی تعلیم کیسی پاکیزہ تعلیم ہے کہ جس نے مرد اور عورت کو الگ رکھ کر ٹھوکر سے بچایا اور انسان کی زندگی حرام اور تلخ نہیں کی جس کے باعث یورپ نے آئے دن کی خانہ جنگیاں اور خودکشیاں دیکھیں۔بعض شریف عورتوں کا طوافانہ زندگی بسر کرنا ایک عملی نتیجہ اس اجازت کا ہے جو غیر عورت کو دیکھنے کے لئے دی گئی ہے۔پردے کے بارے میں یہاں جیسا کہ میں نے کہا کہ بعض مرد بھی اتروا دیتے ہیں نوجوانوں کے بارے میں بھی یہ شکایتیں آتی ہیں بعض عورتیں ایسی ہیں جو دوسری عورتوں کو کہتی ہیں کہ یہاں پردہ نہیں کرنا اور یہاں جب مجھے ملنے آتی ہیں تو اس وقت مجھے پتا لگ جاتا ہے کہ برقعہ جو ہے یہ آج کئی سالوں

کے بعد نکلا ہے یہ نقاب جو ہے یہ پہننے کی عادت نہیں ہے یہ آج پہنا جا رہا ہے حالانکہ یہ منافقت ہے۔ **جو پردہ ہے حجاب کا، چادر کا، اسکارف کا اگر وہ لیا جاتا ہے تو کم از کم جو پردہ حضرت مسیح موعودؑ نے بتایا ہے وہ لیں سر کو ڈھانکیں، بالوں کو ڈھانکیں جو قرآن کریم نے کہا ہے کہ اوڑھنیوں کو اس طرح پھیرو کہ جسم کا پردہ ہو۔ پس اس طرف عورتوں کو بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے اور مردوں کو بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔** بجائے اس کے مرد شرمائیں خاص طور پر میں نوجوانوں کو کہہ رہا ہوں اور بعض ایسی عورتیں جن کے پردے برقعے پرانے ہو چکے ہیں بلکہ ان کو پہننے سے بے پردگی زیادہ ہوتی ہے اس لئے اپنے لباس ایسے بنائیں جو باپردہ ہوں سر کو ڈھانکیں، چہرے کو ڈھانکیں حتیٰ کہ میک اپ کیا ہوا ہے تو چہرہ ڈھانکنا چاہیئے اگر نہیں کیا ہوا تو کم از کم پردہ جو حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے ماتھا ڈھانکا ہو، ٹھوڑی ڈھکی ہو بہر حال اس پر بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ یہی چیزیں ہیں چھوٹی چھوٹی جو پھر آگے آزادیوں میں بڑھاتی ہیں اور بہت سارے معاملات میرے علم میں ہیں اسی وجہ سے پھر گھروں کے رشتے بھی خراب ہوتے ہیں۔ **پردہ اگر کرنا ہے تو مجھے دکھانے کے لئے نہیں کرنا۔ پردہ کرنا ہے تو خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے کے لئے کرنا ہے جب نصیحت کی جائے تو اس پر عمل کرو اندھوں اور بہروں کی طرح نہ اس سے گزر جاؤ۔ عہدِ بیعت میں ہم کہتے ہیں کہ جو بھی معروف فیصلہ فرمائیں گے اس کی پابندی کروں گا۔ معروف فیصلہ ہر وہ فیصلہ معروف ہے جو قرآن اور شریعت کا حکم ہے۔**

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہِ العزیز جلسہ سالانہ ویسٹرن کینیڈا)۔ (روزنامہ الفضل ۱۴ جون ۲۰۱۳)

پس اے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود کی سرسبز شاخوں! ہم جو خدا کی لونڈیاں ہیں آج ہمیں اپنا عہد بیعت نبھانا ہے کہ "حضرت خلیفۃ المسیح جو بھی معروف فیصلہ فرمائیں گے اس کی اطاعت کریں گی" کہ اسی میں ہماری اور ہماری نسلوں کی بقا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا کرے۔ آمین

# ایک زمانہ بیت گیا

طاہرہ زرتشت صاحبہ

دیس پرائے دل کو لگائے، ایک زمانہ بیت گیا
اپنے وطن کو چھوڑ کے آئے، ایک زمانہ بیت گیا

نیناں برسوں نیر بہائیں ہُوک سی دِل سے اُٹھتی ہے
دِل میں ہجر کا داغ چُھپائے ایک زمانہ بیت گیا

دِل نے کیا کیا زخم ہیں کھائے اِن اَنجانی راہوں میں
تُم کو دِل کا حال سُنائے، ایک زمانہ بیت گیا

بَیری جَگ کی جِیت ہوئی، ہم سچّے ہو کر ہار گئے
'مُنصِف کی رُوداد' سُنائے ایک زمانہ بیت گیا

دیس کی سُندر ماٹی مَن میں آج بھی پُھول کھلاتی ہے
اِن پُھولوں کے ہار پروئے ایک زمانہ بیت گیا

حَق کی راہ اپنانے پر ہم مُلزِم اور مقہُور ہوئے
مُفتی کو کُفر کی مُہر لگائے ایک زَمانہ بیت گیا

کَب باجے گی چین کی بَنسی، کَب پنچھی گھر آئیں گے
کل پَرسوں کی آس لگائے ایک زمانہ بیت گیا

گُلشن کو مَالی نے لُوٹا کیسا یہ 'اَندھیر' ہوا
ڈَالی ڈَالی خَار اُگائے ایک زمانہ بیت گیا

دیکھو! دَھرتی پَنج دریاؤں کی کیسے بے آب ہوئی
رحم کا مینہ بَرسے برسائے ایک زمانہ بیت گیا

حق کے پُجاری رہ نہ سکیں، اُس دیس کا اب 'دَستُور' ہوا
عدَل کی ہر تحریر مٹائے ایک زمانہ بیت گیا

ہر ظَالم ہر جابَر کی قسمت میں لکھی رُسوائی ہے
لوحِ پہ اَزل سے رقم ہے یہ تحریر زمانہ بیت گیا

سکھیاں مل کر گائیں گی اور کرشنا بھی گھر آئیں گے
گوپی کے گھر کرشنا آئے ایک زمانہ بیت گیا

# ہم جنس پرستی، ایک مکروہ غیر فطری فعل

نبیلہ رفیق صاحبہ۔ درامن

ہمارے ہاں بچپن ہی سے اپنے گھروں میں اور اپنے اردگرد کے ماحول میں شرم اور حیا جیسے جذبے کو محسوس کر لیا جاتا ہے، چھوٹے سے چھوٹا بچہ بھی ماں کے علاوہ کسی اور کے سامنے کپڑے تبدیل کرنا پسند نہیں کرتا۔ اس سلسلے میں بچوں کی چھوٹی چھوٹی معصوم اور بے اختیار حرکتوں کا مشاہدہ کرنے کا موقعہ ملتا رہتا ہے مثلاً اگر بچہ ماں کے پاس کھڑا کپڑے تبدیل کر رہا ہو اور کسی اور کے آنے کی آہٹ ہو جائے تو بچہ گھبرا کر شور مچا دیتا ہے کہ فلاں آ رہا ہے اُسے منع کرو ادھر نہ آئے یا کپڑوں کے پیچھے چھُپ جاتا ہے کہ میں نے کسی کے سامنے لباس نہیں بدلنا **ایسی معصوم ادائیں بھی دیکھنے کو ملتی ہیں کہ ماں کے پاس کھڑا لباس بدلتا بچہ جونہی کسی کی آہٹ سُنتا ہے اُسے اور تو کچھ نہیں سوجھتا اپنی ہی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیتا ہے۔ بچے کی یہ معصوم حیادار ادا کم از کم میرے سماج کی ماں کو بہت محظوظ کرتی ہے۔ اور ایک گونہ اطمینان بھی بخشتی ہے کہ اُس کی گود میں پلنے والے بچے میں ہوش سنبھالتے ہی حیا اور شرم کا** تصور موجود ہے

بچہ ذرا اور شعور پکڑتا ہے تو اُسے مزید اپنے ماحول سے **حیا کا سبق ارادی اور غیر ارادی دونوں طریق سے ملنا شروع ہوتا ہے مثلاً بڑی بوڑھیاں بچوں کو بچپن ہی سے حیا اور شرم سکھاتی نظر آتی ہیں۔** جیسے کہ چھوٹے ہوتے ہی بچے کے دل میں یہ ڈالا جاتا ہے کہ بغیر جانگئے کے نہیں نہانا۔ اور کسی کے سامنے بھی لباس تبدیل نہیں کرنا یعنی نہ ہی لڑکوں نے لڑکوں کے سامنے اور نہ لڑکیوں نے لڑکیوں کے سامنے بے لباس ہونا ہے۔ گویا ابتدائی عمر سے ہی بچے کے اندر حیا اس لئے ڈالی جاتی ہے کہ **رسولِ خدا ﷺ نے حیا کو خیر ہی خیر قرار دیا ہے۔** اور ہمیں معلوم ہے کہ حیا ہی ہے جو انسانیت کو ذلت میں گرنے سے روکتی ہے۔ اور اس خیر مسلسل کے جاری رہنے کے فوائد اس وقت سامنے آتے ہیں جب ان بچوں میں جوانی کی عمر تک پہنچنے پر بھی صرف حیادار اور پاکیزہ سوچیں ہی جنم لیتی ہیں اور جن کے خیالات کی پاکیزگی سے اُن کے آس پاس کے ماحول میں بھی اُس خیر مسلسل کا اجراء ہوتا رہتا ہے۔ اور ظاہر ہے جب رسولِ خدا کے اس قول پر کہ حیا خیر مسلسل ہے پر عمل کیا جاتا رہے گا تو یقیناً وہ ایسا ماحول آئندہ بھی خیر کی خبر ہی لائے گا۔ حیا انسان کو اپنے پیدا کرنے والے کی نافرمانی کرنے سے روکتی ہے۔

حدیقۃ الصالحین میں ایک حدیث درج ہے جس سے خدا اور اسلام کا حیا کے متعلق تصور صاف ظاہر ہو جاتا ہے۔۔ یہ حدیث جو بچپن ہی سے بچے کی تربیت کے دو بنیادی پہلوؤں کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ بے حیائی سے بچنے کے کھُلے امکانات سے روکنے کی کوشش ہے۔۔ **حضرت شعیبؓ اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز پڑھنے کی تاکید کرو۔ اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے پر سختی کرو اور اس عمر میں ان کے بستر بھی الگ کر دو** یعنی ان کو الگ الگ بستر پر سلایا کرو۔

گویا پہلی نماز ہے جو بے حیائی سے روکتی ہے۔ اور دوسرا ابتدائی عمل بچوں کو الگ الگ بستروں میں لٹانے کا ہے۔ آنحضور ﷺ کی اس بات کا ذکر بچپن کی نماز سکھانے کے ساتھ کرنے میں یقیناً انسانیت کے لئے بہت بڑی بھلائی ہے **محسنِ انسانیت نے ہمیں بتا دیا کہ بہت بچپن ہی سے حیا بچے کے دل میں ڈالی جائے تو اس کا انجام بھلائی ہی بھلائی ہوگا اور اُس کے نتیجے میں ایسا معاشرہ ہی جنم لے گا جس میں حیا کے تقاضے پورے ہوتے ہوں گے۔**

**حضرت مصلح موعودؓ اپنی تصنیف** (منہاج الطالبین صفحہ ۵۰) میں بچے کی تربیت کے سلسلے میں فرماتے ہیں: ''کہ **جب بچے کی ظاہری صفائی کا خیال نہیں رکھا جاتا تو باطنی صفائی کس طرح ہوگی لیکن اگر بچہ ظاہر میں صاف ہو تو اس کا اثر اس کے باطن پر پڑے گا۔ اور اس کا باطن بھی پاک ہوگا۔ کیونکہ غلاظت کی وجہ سے جو گناہ پیدا** ہوتے ہیں اُن سے بچا رہے گا۔ یہ بات طب کی رُو سے ثابت ہو گئی ہے کہ بچے میں پہلے گناہ غلاظت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ جب بچے کا اندامِ نہانی صاف نہ ہو تو بچہ اسے کھجلاتا ہے۔ اس سے وہ مزا محسوس کرتا ہے اس طرح اسے شہوانی قوت کا احساس ہو جاتا ہے۔ اگر بچے کو صاف رکھا جائے اور جوں جوں وہ بڑا ہو اُسے بتایا جائے کہ ان مقامات کو صفائی کے لئے دھونا ضروری ہے تو وہ شہوانی برائیوں سے بہت حد تک محفوظ رہ سکتا ہے۔''

مندرجہ بالا احتیاطی تدابیر کے برعکس اسی دُنیا میں ہمارے ہی آس پاس ایسے معاشرے، گھرانے اور افراد بس رہے ہوتے ہیں جن کے ہاں حیا اور شرم کا کوئی

تصور نہیں پایا جاتا جن کی سوچ اپنے بچوں کو بچپن سے ہی ایسی آزادی دینے کی ہوتی ہے یہ سوچ کر کہ ابھی سے بچے کو یہ احساس اور بوجھ ڈالنے کی کیا ضرورت ہے۔ بچہ ابھی تو بہت چھوٹا ہے بڑا ہوگا تو خود ہی سمجھ جائے گا اسلئے اسے کبھی بھی نہیں ٹوکتے اور نہ آپس میں بے لباس ہونے سے منع کیا جاتا ہے۔ دھیرے دھیرے زیادہ سے زیادہ بے لباس رہنا ان کی عادت کا حصہ بنتا چلا جاتا ہے اور ایسا کرنا ان کے نزدیک آزادی اور فطری پن کہلاتا ہے۔ الغرض ان کے ہاں کے بچے ہر وہ لباس پہنتے اور وہ حرکت کرتے ہیں۔ جو معصوم ذہن پر مسلسل منفی اثرات ڈال رہی ہوتی ہے۔ نتیجتاً ایسے ماحول کے بچے آزاد ہوتے ہوتے حد سے زیادہ آزاد ہو جاتے ہیں اور بڑے ہونے تک وہ سب کام کرنا شروع کر دیتے ہیں جس میں کھلی بے حیائی نظر آ رہی ہوتی ہے۔ پھر آزادی کی کوئی حد نہیں رہتی۔ کوئی بند اس پر باندھا نہیں جا سکتا۔ اس کی انتہا کھلم کھلا بے حیائی یعنی جنسی بے راہروی کی صورت میں سامنے آتی ہے۔

**آج کل میڈیا پر جنسی بے راہروی اور فحاشی کی بے مہار تشہیر جس نے ہر کس و ناقص کو کسی نہ کسی طرز پر اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔** کوئی اسے اپنانے کی فکر میں ہے تو کوئی اس سے اپنی اولادوں کو بچانیکی تدابیر کر رہا ہے۔ بڑھتی ہوئی جنسی بے راہروی جس کی انتہائی غلیظ شکل ہم جنس پرستی ہے یہ وہ گندگی ہے جسے یورپ میں بھی ایک زمانے تک مکروہ اور مجرمانہ فعل سمجھا جاتا رہا تھا۔ لیکن جب اس برائی میں کودنے والوں کی اکثریت ہوتی گئی اور سرِ عام اسکی اشتہار بازی کی جانے لگی تو ناپاک وجودوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ لہٰذا اب اس گندگی کو صرف یہی نہیں کہ جرائم کی فہرست سے نکال دیا گیا ہے بلکہ اسے "بشری حق" کا نام دے کر اس کے عفونت زدہ پہلوؤں کو چھپایا جا رہا ہے۔

**یہی وہ برائیاں ہیں جس میں ساری دُنیا کے ساتھ ساتھ ہمارا اسلامی معاشرہ بھی بہے چلا جا رہا۔ کبھی وہ وقت تھا جب ہمارے معاشرے کی وہ حس جو ذرا سی بھی نازیبا حرکت پر بھڑک اُٹھا کرتی تھی اب وہ آہستہ آہستہ سو رہی ہے کیونکہ مغربیت اور لادینی جراثیم ہمارے معاشرے کی پاکیزہ سوچ کے دھاروں کو اپنی متعفن فکر سے آلودہ کرنے میں مصروف ہیں۔**

ظاہر ہے اسکی وجہ مغربی اور لادین معاشرے کی بے محابا آزادی نے جو احساسِ کمتری ہم جیسے معاشروں میں پیدا کی ہے اُس کا خلا پُر کرنے کے لئے ہم ان کی نقل میں سرپٹ بھاگ رہے ہیں۔ اور ماڈرن بننے کی فکر میں اپنی روایتی شرم و حیا کو بھی پیچھے چھوڑتے جا رہے ہیں۔ اور دھیرے دھیرے شرم و حیا کی ٹوٹتی ہوئی حدیں دیکھ کر اگر کبھی کبھار کسی کی سوئی ہوئی رگ جاگے اور وہ صدائے احتجاج بلند بھی کرے تو وہ بھی اتنی کمزور آواز ہوتی ہے کہ ایک آدھ کراہ کے بعد خاموش ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اس آزادی کا لازمی نتیجہ سامنے آنا شروع ہو گیا ہے۔ اب مغرب کی تقلید میں ہمارے ہاں بھی، خدا کے قانون میں دخل اندازی کی ہر حد پار ہو رہی ہے۔

**۱۲ اگست ۲۰۰۵ کے روزنامہ پاکستان کے شمارے میں ایک کالم کے مطابق** ہم جنس پرستی کی لہر بڑے منظم طور پر پاکستان میں داخل ہو چکی ہے۔ اور اسکو فروغ دینے کے لئے چار سنٹر پاکستان میں قائم ہو چکے ہیں۔ برائی کے خلاف آواز اُٹھائی جا رہی ہے اور نہ ہی اسے روکنے کے لئے کوئی اقدام کیئے گئے جبھی تو ۲۰۱۱ء تک پاکستان جیسے معاشرے کی بات یہاں تک جا پہنچی کہ امریکی سفارت خانے نے پاکستان میں پہلی بار وفاقی دارالحکومت میں ہم جنس پرستوں کے جشن کی تقریب منعقد کی، جس میں اس تقریب کے شرکاء کو حمایت کا مکمل یقین دلایا گیا۔ برازیل، امریکہ، اور اسکینڈے نیویا، کینیڈا، بیلجیم، اور، نیوزی لینڈ کے ممالک میں باقاعدہ انکے ہاں کی پارلیمنٹ میں اکثریت سے پاس ہونے والی قراردادوں سے پاس ہونے والا ایک اہم قانون ہے۔ گو کہ اس قبیح فیصلہ کے خلاف بہت مذمّتی جلسے جلوس کئے گئے مگر حکومت کی طرف سے اس کے خلاف کوئی خاطر خواہ ردّ عمل سامنے نہیں آیا۔ برائی کو دیکھنا اور اسے عام کرنا اور اشتہار دینا بھی تو اس بُرائی کے فروغ کا ایک وسیلہ ہے۔

آنحضورﷺ کی ایک حدیثِ مبارکہ ابنِ ماجہ کتاب الفتن میں مذکور ہے کہ ترجمہ **"کسی قوم میں کبھی اس قدر بدکاری نہیں پھیلی کہ وہ لوگ اسے اعلانیہ کرنے لگیں۔ مگر اس کے نتیجے میں ان میں طاعون اور دیگر امراض پھیل گئے۔ جو ان کے اسلاف میں نہیں تھے۔"**

حد سے بڑھی ہوئی جنسی بے حیائی جس کی تشہیر سرِ عام کھلے بندوں کی جاتی ہو فحاشی کہلاتی ہے۔ بے حیائی کا کھلے بندوں اظہار اور میڈیا اور عوام میں روزمرّہ اعلانیہ اشتہار بازی بہت سی اور برائیاں پیدا کرنے کا موجب بنتی ہیں اور معاشرہ طرح طرح کی اخلاقی برائیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ہم جنس پرستی بھی انہی اخلاقی بیماریوں میں سے ایک ہے۔

**حضرت خلیفۃ الرابعؒ اس حدیثِ مبارکہ کی تشریح کرتے ہوئے۔ اپنی کتاب**
Revelation Rationality Knowledge and Truth
میں لکھتے ہیں۔ آنحضرتﷺ کی پیشگوئی واضح طور پر اس کے وسیع تر پھیلاؤ کے امکان کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ کیونکہ اس میں بیماری کا تعلق ممالک سے نہیں بلکہ ایک خاص اخلاقی جُرم سے جوڑا گیا ہے۔ جہاں کہیں بھی یہ اخلاقی جُرم پھیلے گا

وہیں یہ سزا نازل ہوگی ۔لیکن یہ بیماری صرف انہی ممالک میں وبائی صورت اختیار کرے گی جوجنسی آزادی میں حد سے بڑھے ہوئے ہونگے۔قطع نظر اس کے کہ یہ کون سے ممالک ہیں یا ان کی آبادی زیادہ تر عیسائی ہے، ہندو ہے یا مسلمان اس کا سبب ممالک یا مذاہب نہیں بلکہ اصل بے محابا جنسی آزادی ہے۔لہذا جہاں کہیں بھی موجود ہوگی وہیں نتیجہ سامنے آجائے گا۔مغربی ممالک کے علاوہ کسی اور جگہ ہم جنس پرستی کو قانونی تحفظ نہیں دیا گیا اور نہ ہی عیسائیت کے علاوہ کسی اور مذہب میں ہم جنس پرستی کا ذکر ملتا ہے ۔ جہاں تک مسلمان ممالک کا تعلق ہے تو انہیں بھی اسلام کا صحیح محافظ قرار نہیں دیا جاسکتا اس لئے اگر ہندو یا مسلمان ممالک میں بھی بطور سماجی رویہ کے جنسی بے راہروی اور بے حیائی کی حرکات کا اظہار ہو تو بعید نہیں کہ وہ بھی اسی آفت کا نشانہ بن جائیں۔

**یہ ناپاک حرکت فطرت کی توہین اور انسانیت کی تذلیل ہے۔رفتہ رفتہ اب تو اس تباہ کن برائی کے اثرات بھی ظاہر ہونا شروع ہوگئے ہیں۔ایڈز جیسا مہلک مرض بھی اس گندگی کی وجہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ایڈز اتنی تیزی سے پھیلنے والی مرض ہے جس نے دُنیا کے بہت سے حصّے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔افریقی ممالک جس میں سرفہرست ہیں۔دُنیا بنانے والے نے انسان کو اشرف المخلوقات کا اسلئے نام دیا تھا کہ اُسے اُس نے ذہن، عقل اور شعور دیا جو دوسری مخلوقات کے حصے میں نہیں آیا۔**

انسان کے جسم کی ساخت ایسی بنائی گئی ہے کہ ہر فعل کے لئے الگ عضو اور حواس ہے ۔ سننے ،سونگھنے ، بولنے ،چکھنے اور چلنے پھرنے کے کام الگ الگ بانٹ دئے گئے ہیں ۔مگر جب ہم زبان سے سونگھنے اور آنکھوں سے چکھنے کا کام لینے لگ جائیں گے تو ظاہر ہے نظام تو بگڑے گا۔صرف بگڑے ہی گا نہیں بلکہ سب کچھ تہس نہس ہو جائیگا۔۔انسانی اعضاء کا غیر فطری استعمال نسلی بقا کے لئے بھی خطرہ بن رہا ہے۔اسلام نے دوسری برائیوں کے ساتھ اس برائی سے بھی سختی سے روکا اور اس فعل کی سزا میں ذرا بھی نرمی اور لحاظ نہیں رکھا۔اس فعل کا ارتکاب کرنے والے نسل کُشی کا اعلان کرتے ہیں **۔مگر ہمارے رسول ﷺ نے تو یہ فرمایا ہے کہ تم زیادہ بچے پیدا کرنے والی عورتوں سے شادیاں کرو۔ایک جگہ یہ فرمایا کہ نکاح کرو اور نسل پیدا کرو تم تعداد میں بڑھ جاؤ گے۔**

قرآن تو وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ کی بات کرتا ہے اور نصیحت کرتا ہے کہ اپنی اولاد کو رزق کے خوف سے قتل مت کرو کجا یہ تمام زندگی ایسے فعل پر قائم رہا جائے جس سے نسل چلنے کا تصور بھی ہی نہ ہو۔

انسان کی جنس کا فیصلہ اس کے دُنیا میں آنے سے پہلے ہو جاتا ہے۔اس کے فیصلے کو بدلنے یا بگاڑنے کی اجازت یا اختیار اللہ تعالیٰ نے کسی اور کو نہیں دیا۔فطرت نے جس کو جہاں رکھا ہے وہی اس کی اصل جگہ ہے اور جب کسی چیز کو اسکے اصل مقام سے ہٹا لیا جاتا ہے تو نقصان ہوتا ہے۔

**اسلامی قوانینِ عفت میں تمام بے حیائی پھوٹنے کے سرچشمے بند کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔بنانے والا احسن الخالقین ہے،فطرت بھی عطا کرنے والا وہی ہے۔ اُسی کے بنائے گئے ذہنی اور جسمانی نظام کی کائنات کی نقل میں ہی تو آج سائینسدانوں نے اور انجینیروں نے لاکھوں ایسے آلات، پرزے اور استعمال کی اشیاء بنائی ہیں جن کا استعمال انسان کے لئے باعثِ رحمت اور آسانیوں اور آسائیشوں کا ذریعہ ہوتا ہے۔**

÷ **اسلام نے جنس** کی اہمیت کو سمجھنے اور ضرورت کو پورا کرنے کے لئے نکاح کا پاکیزہ اور مقدس نظام عطا کیا ہے۔

÷ اسلام کے نزدیک یہ فعل انتہائی غیر فطری ہے اور اسلام اس غیر فطری فعل کو سخت ترین گناہ بلکہ جُرم قرار دیتا ہے۔

**ہم جنس پرستی کی تاریخ قرآن کے مطابق حضرت لوط کی قوم سے شروع ہوتی ہے**

قومِ لوط کی تاریخ بہت پرانی ہے یہ قوم مشرقی اُردن کے علاقے سدوم اور عامورہ جو انتہائی سرسبز اور شاداب تھے میں آباد تھے۔تاریخی روایات کے مطابق زلزلوں اور دیگر سماوی وزمینی آفات کی وجہ سے اس علاقہ کی زمین تقریباً چار سو میٹر نیچے آگئی۔اس میں پانی بھر آیا،اور اب یہ علاقہ بحرِ میت (بحیرہ لوط) کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔بحرِ میت کے مشرقی ساحل جسے اللسان کہا جاتا ہے اسی کے قریب جنوب کی طرف بحرِ میت کا وہ حصہ ہے جس کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہاں سدوم اور قومِ لوط کے دوسرے شہر غرق ہوئے تھے۔اس لئے بحرِ میت کے اس حصے کو بحرِ لوط کہا جاتا ہے۔ یہاں زمین جگہ جگہ اندر دھنسی ہوئی ہے۔

**وہ پیغمبر جن کا نام حضرت لوطؑ تھا ان کی قوم اس برائی میں حد سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی اور طرہ یہ کہ ان کو اس برائی پر ذرّہ برابر بھی ندامت نہیں تھی۔ہم جنس پرستی کی یہ غلیظ عادت، شخصی دائرے سے نکل کر ان کی قومی عادت اور ثقافت بن چکی تھی۔ لیکن ایک مدّت تک تو اللہ تعالیٰ بھی ڈھیل دیتا ہے، لیکن جب اُس کی مخلوق نافرمانی اور بے حیائی میں حد سے بڑھ جاتی ہے تو آخر وہ اپنے عذاب سے ایسی قوم کی تواضع کرتا ہے۔**

قرآنِ پاک نے اس قوم کی اخلاقی حالت اور پھر اُس پر آنے والے عذاب کا حال بہت سے مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔سورہ ہود،سورہ العنکبوت،سورہ فاطر، سورہ الشعراء،سورہ الحجر اور سورہ الاعراف میں بہت سی آیات ہیں جن میں قومِ لوط

کی تباہی کی بات کی گئی ہے۔

**سورہ الشعراہ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ** (تفسیرِ کبیر جلد ۷۔ صفحہ ۲۳۲) **میں لکھتے ہیں کہ "لوط کی قوم نے بھی رسولوں کا انکار کیا۔ تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری سنو تا کہ تُم نجات پاؤ۔ میں تُم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ میرا اجر صرف ربّ العالمین خدا کے ذمّے ہے۔** میں تو اس لئے آیا ہوں کہ میں تمہیں برائیوں سے بچنے کی نصیحت کروں۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی طرف توجہ دلاؤں۔ تُم میں یہ ایک بڑی خرابی پائی جاتی ہے کہ تم مردوں سے جنسی تعلقات قائم کرتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے تسکینِ جذبات اور باہمی موّدت واُلفت کے قیام کے لئے جو مرد اور عورت کے تعلقات کا سلسلہ قائم کیا ہے اُسے پسِ پشت ڈالتے ہو اور یہ چیز بتا رہی ہے کہ تم انسانی فطرت کے تقاضوں کو توڑنے والی قوم ہو۔"

**اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ اگلے صفحے پر اس سے متعلق لکھتے ہیں دوسرا اسبق یہ دیا گیا ہے کہ نفرت ہمیشہ بُرے اعمال سے رکھنی چاہیے نہ کہ گمراہ اور خطا کار انسان کو بھی قابلِ نفرت سمجھنا چاہئے۔ صلاحِ اخلاق کے سلسلے میں یہ ایک نہائیت ہی اہم نقطہ ہے جس پر اسلام نے خصوصیت سے زور دیا ہے۔ اور بد اور بدی میں فرق کیا ہے وہ یہ تو کہتا ہے کہ برائی کو دور کرو مگر وہ یہ نہیں کہتا کہ برائی کو دور کرنے کے ساتھ ہی بد کو مٹا دالو۔**

لہٰذا قرآن کے فرمان کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط کے پاس دو فرشتے بھیجے انہیں اُن کی قوم پر آنے والے عذاب کے متعلق بتایا اور حضرت لوط اور اہلِ بیت کو وہاں سے نکل جانے کا کہا۔ اس طرح اس مکروہ برائی کے کرنے والے سب کے سب زلزلوں، پتھروں اور کنکروں کی بارش کے عذاب میں مبتلا ہو گئے۔ حضرت لوط کے ماننے والے اور گھر والے بھی بچائے گئے۔ ماسوا اُن کی بیوی کے۔ جس کو قرآن نے غابرین میں سے شمار کیا ہے۔

**حال ہی میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے** نوجوان طلباء کی ایک سوال وجواب کی مجلس میں ایک طالبِ علم نے homosexualty کے بارہ میں سوال کیا کہ سائنسدانوں نے ریسرچ کی ہے کہ انسان کے اندر کوئی gene ہوتی ہے جو اس کی وجہ بنتی ہے۔

**اس پر حضور نے فرمایا** کہ اگر کوئی ایسا پیدائشی طور پر تھا بھی تو اسے legalize کر کے، قانون کا حصہ بنا کر، اس کی پبلسٹی کر کے اس بے حیائی کو پھیلانا شروع کر دیا ہے۔ **حضور نے فرمایا میں پانچ** چھ سال پہلے جب میں کینیڈا گیا تو وہاں میری ان کے پرائم منسٹر صاحب سے بات ہو رہی تھی۔ اور اُس زمانہ میں اُنہوں نے پارلیمنٹ میں قانون پاس کیا تھا یا کرنے کی کوشش ہو رہی تھی۔ اس وقت debate ہو رہی تھی اور سارے اس کے حق میں جا رہے تھے۔ اُن کو میں نے کہا کہ آپ لوگوں کو مسئلہ کیا ہے؟ اگر کوئی ایسا چھُپا ہوا ہے تو اسے چھُپا رہنے دیں۔ ضروری تو نہیں کہ اس کی اشتہار بازی کر کے باقیوں کو بھی encourage کیا جائے۔"

**اسی بحث کے دوران حضور انور نے پوچھا** کہ کیا آپ کے پاس ڈیٹا موجود ہے کہ آپ کے ملک میں ایسے کتنے لوگ ہیں جن کی وجہ سے یہ قانون پاس ہو رہا ہے۔ جواب ملا کہ "پانچ سو" حضور نے مزید فرمایا کہ پانچ سو لوگوں کے لئے قانون پاس کر کے پورے ملک کو اس طرف لگا دیا ہے۔ اس کے بعد جیسے ایک فیشن کی بھیڑ چال چلتی ہے۔ یہ ایک فیشن بھی ہو گیا ہے۔

**حضور انور نے مزید فرمایا کہ**۔ اللہ تعالیٰ تو ہمیں یہ کہتا ہے کہ لوط کی قوم میں ایسی باتیں تھیں جو تباہ ہو گئی۔۔ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ یہ ایک بے حیائی ہے اگر تُم کسی کو اس بے حیائی میں دیکھو تو اسے سزا دو۔ مذہبی لحاظ سے تو بہر حال یہ ایسی چیز ہے جو اسلام میں منع ہے اور سختی سے منع ہے اور اللہ تعالیٰ کو اتنی ناپسند ہے کہ ایک قوم کو بھی تباہ کر دیا۔ قانونی صورت دے کر پوری قوم اس برائی میں شامل ہو رہی ہے تو پھر قوموں کی تباہی اس طرح ہی آیا کرتی ہے اور اس کا بھی انجام یہی ہو گا وہاں بھی میں نے کھُل کر وزیرِ اعظم صاحب کو کہا کہ آپ لوگ اس قانون کو پاس کر کے اپنی قوم کی تباہی نہ کروائیں۔

**حضور نے فرمایا**۔ باقی احمدیوں میں سے اگر کسی کے دل میں ایسے خیالات پیدا **ہوتے ہیں تو اسے استغفار کرنا چاہئے۔ اپنے آپ کو اس چیز سے دور کریں اپنے اندر اسکی نفرت پیدا کریں پھر آہستہ آہستہ دل سے خیالات نکل جاتے ہیں۔ لیکن اگر اسکی طرف توجہ ہی رہے گی تو پھر بہر حال خیالات بڑھتے چلے جائیں گے۔**

**حضور سے** اسی طالبِ علم نے ایک اور سوال کیا کہ کیا اسے بیماری کے طور پر کہہ سکتے ہیں۔

**حضور نے فرمایا**۔ شاید اکا دُکا کسی میں بیماری کے طور پر بھی ہو مگر اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں اس کی وجہ سے قوموں کو برباد کر دیتا ہوں تو یہ بیماری تو نہیں۔ یہ خود ماحول کی پیدا کردہ چیز ہے بعض لوگ اس مخصوص ماحول میں رہتے ہیں کہ نفسیاتی اثر ایسا ہو جاتا ہے کہ ایک دوسرے کی طرف attraction پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ نفسیاتی اثر ہے۔ لیکن جب اسے آپ قومی character بنا لیتے ہیں تو وہی چیز تباہی آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیدھے رستے پر چلائے رکھے۔ آمین

(روزنامہ الفضل ۲۴ جولائی ۲۰۱۳)

^ ^ ^ ^ ^ ^

بسلسلہ تعارف کتب

# پیغام صلح

صدیقہ وسیم صاحبہ

**جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ** ''تو وہ بزرگ مسیح ہے کہ جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا'' ہم دیکھتے ہیں کہ آپ نے اپنی ساری زندگی اسلام کی سچائی بیان کرنے میں گزار دی۔ ۱۷ مئی ۱۹۰۸ کو لاہور کے رؤساء کو دعوت طعام دی گئی جس میں آپ نے ایک تقریر کی۔ لاہور کے راؤساء کو لیکچر چونکہ ایک محدود پیمانے پر تھا، کسی نے تجویز دی کہ حضور ایک پبلک لیکچر بھی دیں جس میں کثرت سے لوگ شامل ہو کر فائدہ اٹھائیں۔ **حضور نے یہ تجویز منظور فرمائی اور اس کے لئے مضمون لکھنا شروع کیا جس کا نام پیغام صلح تھا۔ یہ آپ کی آخری کتاب ہے جو آپ نے اپنی وفات سے ایک دن قبل مکمل کی، جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ اس میں حضرت مسیحِ موعودؑ نے برعظیم کی دو بڑی قوموں ہندوؤں اور مسلمانوں میں صلح اور رواداری پیدا کرنے کی ایک دردمندانہ اپیل فرمائی** ہے۔ حضور نے دونوں قوموں کی باہم نفرت اور معاشرتی بعد کی اصل وجہ مذہب کو قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ تمام مذاہب کے بزرگوں اور صلحاء کا احترام کیا جائے اور ان کے مذہبی شعار کی حرمت کو قائم رکھا جائے، ہم رام چندر اور کرشن جی کو خدا کا برگزیدہ مانتے ہیں اور وید کو بنیادی طور پر من جانب اللہ مانتے ہیں لیکن رائج الوقت ہندو مذہب دوسرے مذاہب کا احترام کرنے اور غیر ہندوؤں سے رواداری برتنے میں انتہائی تنگ نظر ہے اور یہی باعث ہے کہ باوجود ایک طویل عرصہ کی ہمسائیگی کے ہندوؤں میں مسلمانوں کے لئے رواداری نہیں ہے۔

**حضور نے اپنے اس مضمون میں** انتہائی درد کے ساتھ اور خالصتاً ہمدردی کے طور پر ہندوؤں کو مسلمانوں سے محبت اور آشتی سے رہنے کی تلقین فرمائی ہے اور اہل اسلام کی طرف سے صلح کا ہاتھ بڑھایا ہے۔ اس مضمون کی اہمیت کے پیش نظر حضرت مسیحِ موعودؑ دونوں قوموں کے معززین کے سامنے اس مضمون کو خود پڑھنا چاہتے تھے۔ لیکن اس مضمون کی تکمیل کے ایک دن بعد ہی آپ کی وفات ہو گئی۔ پھر یہ مضمون ۲۱ جون ۱۹۰۸ کو پنجاب یونیورسٹی کے ہال میں پڑھا گیا۔

**یہاں میں حضورؑ کی صاحب زادی نواب مبارکہ بیگم صاحبہ** کی اس آخری سفر لاہور سے قبل قادیان میں دیکھی ہوئی ایک خواب کو تحریر کرتی ہوں آپ **لکھتی ہیں کہ میں نیچے اپنے صحن میں ہوں گول کمرہ کی طرف جاتی ہوں تو وہاں بہت سے لوگ ہیں جیسے کوئی خاص مجلس ہو، مولوی عبدلکریم صاحب دروازے کے پاس آئے اور کہا بی بی جاؤ ابا سے کہو کہ رسول پاک ﷺ اور صحابہ تشریف لائے ہیں میں اوپر گئی اور دیکھا کہ پلنگ پر بیٹھے ہوئے حضرت مسیحِ موعودؑ بہت تیزی سے لکھ رہے ہیں اور ایک خاص کیفیت آپ کے چہرے پر ہے پرنور اور پرجوش، میں نے کہا ابا مولوی عبدلکریم کہتے ہیں۔ رسول پاک ﷺ صحابہ کے ساتھ تشریف لائے ہیں آپ کو بلا رہے ہیں آپ نے لکھتے لکھتے نظر اٹھائی مجھے کہا جاؤ اور کہو یہ مضمون ختم ہوا اور میں آیا۔** اس آسمانی خبر کے عین مطابق ۲۵ مئی کی شام کو پیغام صلح کا مضمون ختم ہوا اور اگلے دن یعنی ۲۶ مئی کو صبح نو بجے آپ نے وفات پائی اور یوں یہ الہام کہ ''تو وہ بزرگ مسیح ہے کہ جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا'' بڑی شان سے پورا ہوا۔

**اس کتاب کا نارویجن ترجمہ کیا گیا ہے اور یہ جماعت کے شعبہ اشاعت سے حاصل کی جاسکتی ہے۔**

٪ ٪ ٪ ٪ ٪ ٪ ٪ ٪ ٪ ٪

# حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

# دورہ امریکہ مئی2013

## واقفاتِ نو کی کلاس میں حضور انور کی زریں نصائح

مبشرہ حامد صاحبہ مجلس درامن

**☆ایک بچی نے سوال کیا کہ واقفاتِ نو بچیوں کی سب سے اہم کوالٹی کیا ہونی چاہیئے؟**

**حضور انور نے فرمایا:** نیک اور متقی بنیں، خدا کا خوف رکھنے والی ہوں۔ پانچوں نمازیں ادا کرنے والی ہوں، قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی ہوں۔ قرآن کریم کا ترجمہ پڑھیں اور پھر اس کی تفسیر پڑھنے والی ہوں، قرآن کریم کی سچی تعلیمات کو سیکھنے والی اور پھر اس پر عمل کرنے والی ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: آپ اپنے آپ کو اس طرح تیار کریں کہ سچی تعلیمات پر خود بھی عمل کریں اور دوسروں کو بھی بتا سکیں۔ دوسروں کے لئے اپنا بہترین اور مثالی نمونہ پیش کریں۔

**حضور انور نے فرمایا:** قرآن کریم کی سچی تعلیمات میں سے ایک یہ ہے کہ عورت حیادار اور باپردہ ہو۔ آپ پردہ کرنے والی ہوں اور سوسائٹی کے بد اثرات سے اپنے آپ کو بچانے والی ہوں۔ پس آپ خود ایک اعلیٰ مثال اور نمونہ بنیں تا کہ دوسری لڑکیاں آپ کو Follow کرسکیں۔ لیکن اگر آپ نے پردہ چھوڑ دیا، آپ کا لباس ٹھیک نہ ہوا، آپ فیشن میں جا پڑیں، مکس گیدرنگ Mix Gathering میں شامل ہوئیں اور کوئی خیال نہ رکھا، مردوں سے لڑکوں سے کالج، یونیورسٹی میں کھلا میل جول رکھا تو پھر آپ کے محفوظ رہنے کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔

**☆ایک بچی کے سوال پر حضور انور نے فرمایا کہ ایسی جگہ job نہ کرو جہاں کم ازکم جو پردہ ہے وہ نہ کرسکو۔** سوائے اس کے کہ کوئی بھوکا مر رہا ہو اور کوئی دوسرا ذریعہ بھی نہ ہو تو پھر بھوک میں تو سور کھانا بھی جائز ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہاں پردہ وغیرہ حجاب کے معاملہ میں کوئی زیادہ سختی بھی نہیں ہے۔ لیکن یورپ میں دوسرے ملکوں کی نسبت زیادہ سختی ہے۔

**آپ کا کم ازکم پردہ یہ ہے کہ بال ڈھکے ہونے چاہئیں اور نیچے تھوڑی والا حصّہ ڈھکا ہونا چاہیئے۔ ہاں اگر میک اپ کرنا ہے تو پھر اپنا منہ بھی ڈھانکو۔**

**☆ایک واقفہ نو کے اس سوال پر کہ ہمارے لئے بہترین کیریئر کونسا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** ڈاکٹر بننا سب سے بہتر ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دو قسم کے علم ہیں عِلْمُ الْاَدْیَان وَعِلْمُ الْاَبْدَان یعنی دین کا علم اور جسم کا علم (یعنی طب کا علم)

**حضور انور نے فرمایا:** پھر اس کے بعد ٹیچنگ ہے۔ پھر مختلف زبانیں ہیں۔ کوئی زبان سیکھ کر ترجمہ کا کام بھی کرسکتی ہیں۔

**☆ ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ کوئی ایسی دعا بتائیں جو ہر بچی کو پڑھنی چاہیئے۔** اس پر حضور انور نے فرمایا: پانچ وقت کی نمازیں پڑھو۔ قرآن کریم با قاعدہ پڑھو۔

☆ ایک طالب علم نے معاشرے کی برائیوں سے بچنے کے حوالے سے دریافت کیا۔

**اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ** استغفار کیا کرو اور لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَظِیْم پڑھا کرو۔

**حضور انور نے فرمایا:** سوسائٹی میں اچھی چیزیں بھی ہوتی ہیں لیکن جو بری چیزیں ہیں ان سے بچو۔

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل ۳۱ مئی ۲۰۱۳ء)

٪ ٪ ٪ ٪ ٪ ٪ ٪ ٪ ٪ ٪

# ناصرات کا صفحہ:

پیاری ناصرات !!!

**اسلامی تہوار ایک منفرد حیثیت رکھتے ہیں۔** یہ تہوار اسلامی اقدار اور روایات کی عکاسی کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو جائز حدود میں رہ کر خوشی اور مسرت کے اظہار کی اجازت ہے۔ **عیدالفطر مسلمانوں کی خوشی کا دن ہے۔ عید کا معنی لوٹ کر بار بار آنا ہے۔ چونکہ یہ خوشی کا دن ہر سال لوٹ کر آتا رہتا ہے اس لئے اسے عید کہا جاتا ہے۔** رمضان المبارک کے مقدس مہینے کے اختتام پر عیدالفطر منائی جاتی ہے۔ شاید کچھ لوگ خیال کرتے ہوں کہ عیدالفطر اس خوشی میں منائی جاتی ہے کہ رمضان کے روزوں اور دوسری پابندیوں سے مسلمانوں کو آزادی نصیب ہوئی۔ اور اب وہ جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ یہ تصور بالکل غلط ہے۔ **مومنوں کی حقیقی خوشی خدا تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری میں ہے۔ وہ خدا کے حکم سے ایک ماہ کے روزے رکھتے ہیں اور اسی کے حکم سے عید مناتے ہیں اور اس بات پر خوش ہوتے ہیں کہ ان کو ایک ماہ تک خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق روزے رکھنے کی توفیق ملی۔ عید کا دن خدا تعالیٰ کے شکر ادا کرنے کا دن ہے۔** اور عید کی خوشیوں میں اپنے غریب مسلمان بہن بھائیوں کو بھی یاد رکھنا چاہیے۔ اس سے آپ کو حقیقی خوشی ملے گی۔

**عیدالاضحیٰ جسے قربانی کی عید بھی کہا جاتا ہے** حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس عظیم قربانی کی یاد میں منائی جاتی ہے جب وہ **ایک خواب کے نتیجے میں اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو خدا کی راہ میں قربان کرنے پر تیار ہو گئے تھے۔ اور حضرت اسماعیل جو اس وقت کم عمر بچے ہی تھے وہ بھی اس قربانی کے لئے آمادہ ہو گئے تھے۔** خدا تعالیٰ کی نظر میں ان باپ بیٹوں کا جذبہ قربانی اس قدر مقبول ہوا کہ رہتی دنیا تک عیدالاضحیٰ کی صورت میں اس قربانی کی یاد منائی جاتی رہے گی۔

اس قربانی سے ہمیں یہ سبق ملا کہ **حضرت ابراہیم خدا تعالیٰ کی محبت اور فرمانبرداری میں اپنے پیارے بیٹے کو قربان کرنے کو تیار ہو گئے۔ اولاد سے زیادہ پیاری چیز انسان کو عموماً دنیا میں اور کوئی نہیں ہوتی۔ ہمیں بھی** اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ ہم خدا تعالیٰ کی خوشی اور فرمانبرداری میں کس حد تک قربانی کر سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق فرمائے۔ آمین

## عید کے دن بعض مسنون اعمال:۔

+ **مسواک کرنا**، غسل کرنا اور خوشبو لگانا۔
+ **نئے یا دھلے** ہوئے صاف ستھرے کپڑے پہننا۔
+ عید گاہ یا مسجد میں جا کر عید کی نماز ادا کرنا۔
+ **عید گاہ جاتے** ہوئے ایک راستے سے جانا اور دوسرے سے واپس آنا۔
+ **نماز عید** سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا۔
+ عید گاہ پیدل جانا اگر ممکن ہو تو۔
+ **تکبیریں** پڑھنا۔

## بوجھو تو جانیں

۱۔ ہرا آٹا لال پراٹھا۔۔۔

۲۔ جب آئے شور مچائے
آپ کو اپنے پاس بلائے

۳۔ کھاتا ہے نہ پیتا ہے
باتیں کرتا جاتا ہے

۴۔ آپ کبھی وہ کچھ نہ کھائے
لیکن آپ کو خوب کھلائے

جوابات: ۱۔ مہندی ۲۔ ٹیلی فون ۳۔ ریڈیو ۴۔ چمچ

پکوان:

## غذائیت سے بھر پور مصالحے دار بسکٹ:

اشیاء:

میدہ: 500 گرام　مکھن: آدھا گلاس

تیل: آدھا گلاس　چینی: ا گلاس

باکے پھلور: ا چائے کا چمچ　بادام: ا گلاس

انڈے: ۴ عدد

سونف: ۲ چائے کے چمچ　زیرہ: ۲ چائے کے چمچ

اوون: 175 درجے سینٹی گریڈ

## ترکیب:

سب سے پہلے مکھن، تیل، چینی اور انڈوں کو اچھی طرح مکس کر لیں۔ اس کے بعد علیحدہ برتن میں میدہ، موٹے پسے ہوئے بادام، باکے پھلور، سونف، زیرہ اور تِل سب کچھ ڈال کر مکس کر لیں۔ جب کیک کی کریم تیار تیار ہو جائے تو یہ تمام چیزیں اس میں اچھی طرح مکس کر لیں۔ 175c پر اوون کو گرم کریں اور اسمیں ٹرے رکھدیں 15 منٹ تک رکھ کر ہلکا براؤن کر لیں۔ اب اوون کی ٹرے کو باہر نکال کر ٹھنڈا ہونے پر بسکٹ کی شکل میں کاٹ لیں اور ٹرے میں پھیلا دیں۔ اب دوبارہ ٹرے اوون میں رکھ دیں تھوڑی دیر بعد چیک کریں۔ مذیدار مصالحے دار غذائیت سے بھر پور بسکٹ تیار ہیں۔

شاذیہ نعیم　مجلس تھوئین

## چکن اسٹو:

### اشیاء:

آلو: آدھا کلو (چار چار ٹکڑوں میں کٹے ہوئے)

گاجریں: دو عدد

پیاز: ایک عدد (چار ٹکڑے کر کے)

مرغی کا گوشت: آدھ کلو

کالی مرچ ثابت: پندرہ بیس دانے

کارن فلور: دو یا تین کھانے کے چمچ

فراش بین کی پھلیاں: 250 گرام

کنور چکن کیوبز: دو عدد

## ترکیب:

ا۔ کٹی ہوئی سبزیاں اور پیاز بمعہ گوشت چار کپ پانی ڈال کر پکنے کو رکھ دیں (ڈھانپ کر دھیمی آنچ پر آنچ پر پکائیں)۔

۲۔ سبزیاں نرم ہو جائیں تو چکن کیوبز کو تھوڑے سے پانی میں گھول کر شامل کر دیں۔

۳۔ کارن فلور کو تھوڑے سے پانی میں گھول کر اسٹو میں ڈالیں اور پکا کر قدرے گاڑھا کر لیں۔

۴۔ مناسب گاڑھا ہونے پر دو کھانے کے چمچ آئل ڈال دیں اور آنچ بند کر دیں۔　(مجلس لامبر سیتر)

## کو کنگ ٹپس

☆۔ چاولوں میں اگر پانی زیادہ ہو جائے تو دم دیتے وقت ایک روٹی اوپر رکھ دیں پانی خشک ہو جائے گا اور چاول الگ الگ اور اچھے بنیں گے۔

☆۔ گرم گرم چپاتی کو ہاٹ پاٹ میں رکھتے وقت تھوڑا سا ادرک کا ٹکڑا رکھ دیا جائے تو چپاتی نرم اور تازہ رہے گی۔

☆۔ آٹا گوندھتے ہوئے اس میں لیموں کے چند قطرے ڈال دیں روٹی بہت ہلکی اور تازہ پکے گی اور ذائقے میں بھی کوئی فرق نہیں آئے گا۔

☆۔ اگر سالن میں غلطی سے مرچیں زیادہ ہو جائیں تو تھوڑا سا دہی ڈال کر بھون لیں مرچیں کم ہونے کے ساتھ ساتھ کھانا بھی خوش ذائقہ ہو جائے گا۔

.......................

یادرفتگان

## صبر و رضا کا پیکر:

**محترمہ منیرہ یوسف صاحبہ مرحومہ اہلیہ مکرم سیّد کمال یوسف صاحب سابق مشنری انچارج سیکنڈے نیویا**

محترمہ نبیلہ رفیق صاحبہ

دو جولائی 1987ء کو میرا مختصر سا خاندان یعنی چھ ماہ کے بیٹے یاسر اور شوہر (رفیق احمد فوزی مرحوم) کے ہمراہ اوسلو ہوائی اڈے پر اُترے جہاں سے ہمیں نور مسجد جانا تھا۔ ناروے ہمارے لئے بالکل اجنبی ملک تھا۔ ٹیکسی لے کر مسجد پہنچے مسجد میں بہت سے شفیق چہروں نے ہمارا استقبال کیا۔ مسجد کے اوپر والی منزل میں مشنری انچارج ناروے کی رہائش گاہ تھی۔ پاکستان میں تھے تو الفضل میں اکثر پڑھنے کو ملتا تھا کہ اسکنڈے نیویا کے ایک ملک ناروے میں مکرم سیّد کمال یوسف صاحب مربی کے طور پر خدمات انجام دے رہے ہیں اب ان سے براہِ راست ملاقات کا موقع بھی مل رہا تھا۔ بہر حال مکرم سیّد کمال صاحب کی راہنمائی میں خاکسارہ رہائش گاہ کے اندر گئی وہاں ایک شفیق چہرے اور نرم گفتار خاتون نے میرا انتہائی خوشدلی سے استقبال کیا۔ یہ تھیں ہماری منیرہ باجی ملنسار، مہمان نواز، خوش اخلاق، نرم گفتار، ہنس مکھ، ہر مہمان کا خوش دلی سے استقبال کرنا، ان کے آرام کا ہر طرح سے خیال رکھنا، لذیذ اور خوش ذائقہ کھانے تیار کرنا ان کی طبیعت کا خاصہ تھا۔

مسجد میں قیام کے دوران منیرہ باجی نے ہمارا ہر طرح سے خیال رکھا کچھ عرصہ بعد ہم لوگ ناروے کے ایک جنوبی شہر کرسچن ساند میں شفٹ ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر حسبِ روایت میں نے مسجد منیرہ باجی کو فون کر کے ان کی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کرنا چاہا انہوں نے فوراً مجھے جواب میں کہا فکر نہ کرنا وہاں حلال گوشت مرغی تم لوگوں کو نہیں ملے گی۔ مجھے فون کر دیا کرنا کسی آتے جاتے کے ہاتھ میں بھیج دیا کرونگی ہم لوگ اس شہر میں ایک ماہ دس دن رہے۔ اس تمام عرصہ منیرہ باجی نے بغیر میرے کہے میرے لئے حلال گوشت و مرغی کا انتظام کرتی رہیں بظاہر یہ بات بہت معمولی سی ہے مگر ہم لوگ جو ایک عیسائی ملک میں نئے نئے آئے تھے جن کے لئے حلال کھانا سب سے بڑا مسئلہ تھا اس مسئلے کو منیرہ باجی نے نجانے خود کیسے سمجھ کر حل کر دیا ہمیں تو بالکل معلوم نہیں تھا کہ جس شہر میں ہم جا رہے ہیں وہاں کوئی حلال دکان ہو گی بھی یا نہیں یا ہمیں کبھی یہاں سے حلال گوشت یا مرغی ملے گا بھی یا نہیں۔ اس کے بعد ان کے تبادلے تک دو تین مرتبہ اوسلو آنے کا اتفاق ہوا منیرہ باجی نے انتہائی محبت سے مہمان نوازی کی۔

گو میں اوسلو میں رہائش پذیر نہیں تھی اور جب ۱۹۸۸ء میں اوسلو میں شفٹ ہوئے تو کمال صاحب کا سویڈن تبادلہ ہو چکا تھا۔ مگر ان کی صفائی ستھرائی، ان کی نفاست، ان کی اور ان کے بچوں کی مسجد کے لئے بے لوث خدمت مسجد میں آمدہ مہمانوں کی مہمان نوازی اور مہمان نوازی بھی ایسی کہ جس میں کوئی مراتب کی تقسیم نہیں ہر خاص و عام آپ کا مہمان بن رہا ہے۔ اس قسم کی باتیں لجنات کے منہ سے کئی مرتبہ سننے کو مل چکی تھیں۔ میں نے خود یہ مشاہدہ کیا ہوا ہے کہ ان کا چھوٹا بیٹا جلال اوپر سے نیچے کی سیڑھیوں پر چائے کی طشتریاں سجا سجا کر لا رہا ہوتا ان کی موجودگی میں کبھی ایسا ہوا ہی نہیں کہ مسجد میں کوئی آیا ہے اور چائے یا کھانے کی پیشکش اس کو نہیں ہوئی۔

ہمارے معاشرے اور مذہب میں بھی کسی کی وفات کے بعد اس کے اوصاف بیان کرنا اور ڈھونڈ ڈھونڈ کر اس کی اچھی باتیں یاد کرنا اور دہرانا ایک عام طریق ہے۔ ہمارا ایمان بھی یہ ہے کہ دنیا چھوڑنے والے کی خوبیاں بیان کی جائیں ان کو یاد کر کے دُعائیں دی جائیں تا کہ اللہ تعالیٰ جانے والے پر رحمت فرمائے اور اس کے درجات بلند کرے۔ لیکن منیرہ باجی کے ساتھ معاملہ کچھ اس سے زیادہ کا ہے، ایسا ہرگز نہیں ہے کہ ان کے اوصاف کی بازگشت ان کی وفات کے بعد رسمی طور پر سنی گئی ہو میرے خیال میں تو کسی کی زندگی میں ہی خواتین اتنی فراخدلی کے ساتھ ایک دوسرے کیساتھ کسی دوسری خاتون کے اوصاف بیان کریں

ایسا تو کم کم ہی سننے کو ملتا ہے بلکہ 1987ء میں جب پاکستان اور کچھ دوسرے ممالک سے بہت سے احمدی خاندان اکٹھے ناروے آئے ہیں اسی وقت سے کچھ تو پہلے رہنے والے لوگوں کی زبانی اور کچھ خود مشاہدے سے ہر ممبر منیرہ باجی اور منیرہ باجی کے بچوں کی مہمانوں کی بے لوث خدمت اور مسجد کی خصوصی صفائی کے خیال اور ممبران سے محبت، نرمی اور عزت کے برتاؤ کی تمام خوبصورت باتیں نئے آنے والوں کو معلوم ہو چکی تھیں۔

جب یہ لوگ ۱۹۸۸ء میں سویڈن منتقل ہو گئے۔ اور پیچھے رہنے والے اس خاندان کی خاتونِ خانہ اور بچوں کے اوصاف ان کی عادات ان کی نفاست، صفائی پسندی اور مہمان نوازی کے حوالے سے یاد کرنے لگے تو تب احساس ہونے لگا کہ کوئی بڑی کمی واقع ہو گئی ہے۔ اور جب ان کے اوصاف کی مہک مسجد میں آنے والی نئی ممبرات تک پہنچنے لگی تو ان کو یہ احساس ضرور ہوتا کہ کاش ہم بھی ان کی موجودگی میں آتیں اور ہم بھی ان کی مہمان نوازی سے حصہ پاتیں۔

ہماری مسجد میں خادم مسجد نہیں ہوا کرتا تھا، نہ ہی پاکستان کے ماحول کی طرح کوئی صفائی کے لئے مددگار آتا تھا۔ تین منزلہ مسجد جس کے دو حصّے بطور مسجد اور اوپر کی منزل مربی سلسلہ کی رہائش گاہ کے لئے استعمال ہوتی تھی۔ اتنی بڑی عمارت کی صفائی ستھرائی کوئی آسان کام نہیں تھا۔ برس ہا برس یہ کام اسکنڈے نیویا کے مشنری انچارج کی بیگم صاحبہ مسز منیرہ کمال نے سرانجام دیا۔ اسی عمارت میں مسجد کا حصہ بھی ہے۔ یہیں پر جماعت کے تمام عہدیداران کے دفتری کام بھی ہوتے تھے۔ تمام تنظیمات کے اجلاسات، جماعتی ماہانہ اجلاس اور عیدین وغیرہ بھی یہیں پر ہوا کرتی تھیں۔ کسی بڑے اجلاس کے بعد ممبران یا ممبرات کا سطحی صفائی کر دینا اور بات ہے مگر اتنی بڑی عمارت کے در و دیوار اوپر سے لے کر نیچے تک ہر وقت چمکائے رکھنا یہ سب منیرہ باجی کا کام تھا اپنے ہاتھوں سے مسجد کی دیواریں رگڑ رگڑ کر صاف کرنا، دروازوں اور کھڑکیوں کو چمکانا جس حصے کا کام مردوں کی موجودگی کی وجہ سے خود نہیں کر پاتیں وہ اپنے بیٹوں جلال اور نثار سے کروایا جاتا۔ حیرت اس بات پر ہے کہ ان کے ماتھے پر شکن تک بھی کبھی نہیں دیکھی گئی نہ ہی لجنہ کی تنظیم یا ممبرات سے کوئی شکوہ کرنا بلکہ یہ کوشش کرنا کہ کسی کو یہ احساس نہ ہو کہ یہ کام میں نے کیا ہے۔ کیونکہ منیرہ باجی مسجد کے در و دیوار کی صفائی اس وقت کرتیں تھیں جب لجنہ کی ممبرات گھروں کو جا چکی ہوتیں۔

ان سب کاموں کو وہ اپنا ذاتی کام سمجھتیں جب تک تہ خانے کی تعمیر کر کے رہائش کے قابل نہیں بنایا گیا تھا اس وقت سے پہلے تک لجنہ کے اجلاسات وغیرہ کمال صاحب کی رہائش گاہ میں ہی ہوا کرتے تھے گویا منیرہ باجی کو لجنہ کے لئے خاص اہتمام کرنا پڑتا تھا۔ آج خاکسارہ کو جب ان کے متعلق لکھنے کے لئے ممبرات سے رجوع کرنا پڑا تو ہر کسی سے ایک ہی قسم کے تاثرات سننے کو ملے کہ نفاست تو مسز کمال پر ختم تھی نجانے مسز کمال مسجد کی اتنی صفائی کیسے برقرار رکھتی تھیں۔ ہر اجلاس کے بعد اور ہر جمعہ پر سب کو باصرار کھانا کھلاتیں۔ مردوں کے پاس مسلسل چائے بھجوائی جاتی یہ تو ابتدائی ممبرات کے تاثرات ہیں۔ مگر کچھ ایسے لوگوں سے بھی بات ہوئی جو ۱۹۸۴ء اور ۱۹۸۷ء میں ناروے پہنچی تھیں ان کے بھی یہی خیالات تھے حالانکہ اس وقت تک تو تعداد بہت بڑھ چکی تھی۔ مہمانوں کی بھی خوب ریل پیل تھی مگر منیرہ باجی کی مہمان نوازی، ممبرات کے ساتھ شفقت اور نئی ممبرات کے ساتھ محبت بھرے سلوک میں رتی بھر فرق نہیں آیا تھا۔

شفقت اور ملنساری کا یہ رویہ ان کا ہر ممبر کے ساتھ تھا۔ اس موضوع پر اگر لکھنے لگوں تو بہت وقت اور صفحات چاہیے ہونگے۔ میل جول رکھنے اور تعلقات نبھانے کے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں جن پر مختلف معاشروں اور تمدن کے مطابق عمل کیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے اس کا انحصار ہر انسان کی میل جول کی ذاتی صلاحیتوں، قوت برداشت اور ظرف کے پیمانے پر بھی ہوتا ہے منیرہ باجی کا یہ پیمانہ بہت وسعت رکھتا تھا۔ بہت دیر تک مکرم کمال صاحب اسکنڈے نیویا کے تینوں ممالک ناروے، سویڈن اور ڈنمارک کے مشترکہ مشنری انچارج کا کام سرانجام

دیتے رہے اس لحاظ سے ایک مربی صاحب کی بیگم کا تینوں ممالک کی ممبرات کے ساتھ تعلقات رکھنا اور تعلقات کے تقاضے نبھانا اور نبھانا بھی اس انداز سے کہ ایک دفعہ ملنے والا دوبارہ ملنے کی تمنا دل میں رکھ کر جدا ہوا اور برسوں اس ملاقات کو تازہ رکھے۔

میں نے اپنے سامنے ایک اور مربی صاحب کے کنبے کو بھی اسی مسجد میں باجی منیرہ کے ساتھ رہتے ہوئے دیکھا ہے۔ پہلے دونوں مربیان اکیلے تھے منیرہ باجی اور کمال صاحب ان کا حد سے زیادہ خیال رکھتے بہت سی باتیں میرے اپنے مشاہدے کی ہیں جو ہیں تو بظاہر بہت معمولی مگر جذباتی لحاظ سے ان کا وزن بہت زیادہ ہے۔ پھر جب ان میں سے ایک کے بیوی بچے پاکستان سے آگئے تو ان کے لئے بھی باجی منیرہ ایک شفیق ماں سے کم ثابت نہ ہوئیں۔ ان دونوں کے ساتھ انتہائی محبت اور احترام کا سلوک کیا۔ انہیں بہت سے معاملات میں راہنمائی دی یہ دونوں خاندان تقریباً ایک سال مسجد میں اکھٹا رہائش پذیر رہے ہیں یہ لوگ مسجد میں کمال صاحب کے خاندان کے ساتھ گزارے ہوئے وقت کی اور باجی منیرہ کے اخلاق اور حسن سلوک کے حوالے سے اپنے دل میں انتہائی خوبصورت اور حسین یادیں رکھتے ہیں۔

## جماعتی کاموں میں شوہر کا ساتھ دینا:۔

۱۹۸۶ء تک مسجد کا نچلا حصہ یعنی تہ خانہ تعمیر نہیں کیا گیا تھا۔ اتنے عرصہ میں ناروے میں دو مربیان اور بھی تشریف لے آئے مگر ان کے لئے کوئی الگ باورچی خانہ یا کپڑے دھونے کی مشین وغیرہ کا انتظام نہیں تھا۔ پورا ایک سال ان دونوں مربیان کی تمام تر ذمے داری مربی انچارج کی بیگم پر تھی۔ ان کا تینوں وقت کا کھانا، چائے، رمضان، عید، بقرعید، ان لوگوں کے کپڑوں کی دھلائی، بستروں کی دھلائی الغرض تمام کا تمام کام منیرہ باجی کے سپرد تھا۔ کہنا بہت سہل ہے مگر مسلسل کسی کی اتنی بڑی ذمے داری سنبھالنا کوئی آسان کام نہیں۔ کمال صاحب اکثر بیرون ملک دوروں پر رہتے تھے ان کی غیر حاضری میں بھی ان دونوں مربیان کا ہر طرح سے خیال رکھتی تھیں۔ کمال صاحب کی جگہ اپنے بڑے بیٹے نثار کے ذریعے سب کام سرانجام دیتی تھیں مگر بغیر کسی پر کوئی احسان جتائے یا احساس دلائے انتہائی خاموشی اور جفاکشی سے وہ اپنے شوہر کے ناطے سے یہ تمام ذمے داریاں نبھاتی رہیں۔

## حوصلے اور برداشت کا خلق:۔

منیرہ باجی کا ایک وصف حوصلہ اور قوتِ برداشت بھی تھا۔ کچھ بھی ہو جاتا اپنے اعصاب پر مکمل قابو ہوتا اگر کبھی کسی ممبر نے نادانستگی یا کم حوصلگی سے ان کو کچھ کہہ بھی دیا وہ اپنے آپ کو قابو میں رکھتے ہوئے اپنے شوہر کے منصب اور ان کے وقار کا خیال رکھتے ہوئے سب کچھ برداشت کر جاتیں۔

یہی حوصلہ انہوں نے اپنی بیماری میں دکھایا۔ جب ہمیں ان کی بیماری کا علم ہوا تو خاکسارہ ان سے ملنے گئی وہی پرسکون اور باحوصلہ انداز بس بیٹے کی شادی کی فکر تھی بار بار یہی کہتیں کہ دعا کرو میرے بیٹے کی شادی میری زندگی میں ہی ہو جائے۔ باوجود بیماری کی شدت کے شادی کے ہر تقریب میں حصہ لیا سب کام اپنے سامنے کروایا۔ ولیمے والے دن تک ان کے دو دفعہ آپریشن ہو چکے تھے۔ ولیمے کی دعوت میں ایسے اطمینان سے سب سے گفتگو کر رہی تھیں جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ سب دعوت کا کھانا کھا رہے تھے اور خود تکلیف کی شدت سے کچھ کھا نہیں پا رہی تھیں۔ میرے پوچھنے پر کہنے لگیں تھوڑا سا میٹھا دہی کھا سکوں گی اور تو کچھ کھایا نہیں جاتا۔

بعد میں جب بھی ان کی عیادت کو گئی ہوں اپنی بہو کا دم بھرتے ہی ان کو پایا ہے۔ ان کے ہونٹوں پر بہو کی خدمت گزاری ہوتی یا آنکھوں میں مکرم کمال صاحب کی تکلیف کا احساس ہوتا۔ ایک مرتبہ مجھ سے کہنے لگیں مجھے دنیا سے جانے کا خوف نہیں میرے اوپر تو بیماری آگئی ہے ٹھیک ہے جو بھی ہے مجھے تکلیف تو کمال صاحب کی ہے وہ میری وجہ سے بہت پریشان ہیں۔ ان کی یہ عمر نہیں ہے کہ اتنی بڑی تکلیف اٹھائیں کمال صاحب مسجد میں قرآن کے ترجمے کا کام کرنے جایا کرتے تھے اس بات کی فکر ان کو کھائے جاتی تھی کہ ان کی خوراک بہت کم ہے۔

میری بیماری کی وجہ سے کھانے کا تسلسل خراب ہو رہا ہے۔ بہت دیر کام کرنا پڑتا ہے مگر اپنے کھانے کی طرف دھیان نہیں دیتے۔ اپنی بیماری میں بھی کمال صاحب کو خلافت جوبلی کے بہت سے جلسوں پر خود بھیجا۔ جب کمال صاحب نے گھانا کے جلسے پر جانے کا قصد کیا مجھے بہت حیرت ہوئی پوچھنے پر وہی بات دہرادی کہ میں خود ان کو بھیج رہی ہوں۔ یہاں مجھے دیکھ دیکھ کر پریشان ہی ہوتے ہیں نا۔

## چند ممبرات سے منیرہ باجی کے متعلق بات ہوئی تو انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار اس طریق سے کیا:

سیّدہ بشریٰ خالد صاحبہ (موجودہ صدر ناروے) جو ۱۹۸۴ء میں اپنے والدین کے ساتھ ہجرت کر کے ناروے آئیں تھیں اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کرتی ہیں کہ ۱۹۸۷ء میں ناروے جماعت میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی آمد کا اعلان ہوا ایک مربی کی بیگم ہونے کے ناطے ان کی رہائش اور کھانے کا سارا انتظام منیرہ باجی کے ذمّے تھا میری خوش نصیبی کہ اُنہوں نے مجھے ضیافت کی ٹیم میں رکھ لیا۔ ان کی مہمان نوازی نفاست اور سلیقے کے تو ہم لوگ ویسے ہی مداح تھے حضور کی آمد اور اس ٹیم میں شمولیت نے منیرہ باجی کی شخصیت کے نئے پرتو ہم پر کھولے۔ جو محبت، شفقت، رواداری اور بڑے پن کا ثبوت انہوں نے اس وقت دیا اور ہماری دُعاؤں میں سے حصہ لیا یہ میرے لئے تمام عمر کا ایک یادگار باب بن چکا ہے۔ ہم کچھ لڑکیاں جوان کے ساتھ ضیافت کے گروپ میں شامل تھیں۔ انہوں نے جو مواقع خلیفہ وقت سے ملنے اور ان کی صحبت سے فیض یاب ہونے اور بیگم صاحبہ کی خدمت کے ہمیں بہم پہنچائے وہ یقیناً ضیافت کے کاموں کا حصہ نہیں تھے۔ جب ہم لوگ اس ٹیم میں شامل ہوئیں تھیں ہمارے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ ضیافت کا یہ کام ہمیں اتنی خوشیاں دے گا لیکن منیرہ باجی کے ذہن میں تو بہر حال یہ سب کچھ ہوگا جبھی تو انہوں نے ہمارے لئے یہ سب انتظام کیا حضور انور کو صبح ناشتہ دینے جانا ہوتا تھا بیگم صاحبہ کی خدمت میں بھی کچھ پہنچانا ہوتا تھا بیگم صاحبہ کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں تھی۔ منیرہ باجی ہم میں سے باری باری ایک ایک کے ذمے یہ کام لگاتیں۔ جب میری باری آئی کہ جس میں میں نے حضور انور کے لئے ناشتہ لے کر جانا تھا۔ حضور اکیلے تشریف رکھتے تھے انہوں نے مجھے میز پر اپنے ساتھ بٹھا لیا ناشتہ کرنے کو کہا کتنی دیر میں حضور کے ساتھ بیٹھی رہی۔ حضور انور مجھ سے میرے تمام گھر والوں کی باتیں کرتے رہے اور میں یہ سوچتی رہی کہ واہ بشریٰ تم کیا تمہاری حیثیت کیا پاکستان میں تمہارا باپ سارا سال پیسے جمع کرتا تھا تب کہیں جا کر ربوہ جلسے پر جانے کا انتظام ہوتا تھا اور خلیفہ وقت کو دور سے پنڈال میں ایک نظر دیکھ کر ہی اپنے آپ کو خوش نصیب ترین سمجھتے تھے۔ آج تم خلیفہ وقت کے ساتھ میز پر بیٹھی ہو خدا کے فضل کے بعد آخر یہ سعادت حاصل کرنے کا موقعہ تمہیں مربی سلسلہ کی بیگم نے ہی تو عطا کیا ہے ورنہ یہ تمام مواقع وہ خود بھی لے سکتیں تھیں ہمیں کچن میں کاموں کا حکم دے کر خود ہی حضور انور اور بیگم صاحبہ کی خدمت میں بار بار جانے کے بہانے ڈھونڈ سکتی تھیں۔ مگر یہ ان کی فطرت کا حصہ نہیں تھا کہ اپنی لجنہ کو پیچھے کر کے خود آگے ہو جائیں باری باری ہم سب کو بیگم صاحبہ کے پاس بھیجتیں کہ اس وقت ان کے پاس کوئی نہیں ہے اب تم چلی جاؤ۔ حضور انور کچن میں آتے تو حضور کے سامنے ہماری اتنی تعریف کرتیں کہ حضور یہ میری ٹیم ہے یہ بچیاں سارا وقت کام کرتی ہیں۔ ہمیں شرم محسوس ہوتی کہ زیادہ کام تو یہ کرتی ہیں اور تعریف ہماری کرتی رہتی ہیں۔ حضور نے ان کو تصویر کھنچوانے کے لئے آواز دی تب بھی یہی کہا کہ حضور ٹھہریں میں اپنی ٹیم کو لے آؤں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے میرے پاس تو الفاظ نہیں ان کا شکریہ ادا کرنے کے۔

**محترمہ امتہ الرؤف صاحبہ بیگم فہیم احمد شاہ صاحب مرحوم کہتی ہیں:**

میں نے باجی منیرہ کو لجنہ کی ہر ممبر کے ساتھ ہمیشہ ہی محبت اور شفقت ہی کرتے دیکھا ہے۔ میں ناروے آئی تو کمال صاحب نے ان سے میرا تعارف اپنے دوست کی بیٹی کہہ کر کروایا کیونکہ میرے والد صاحب اور کمال صاحب قادیان سے ہی دوستی کے رشتے میں بندھے ہوئے تھے منیرہ باجی نے پھر ہمیشہ ہی اس رشتے کی قدر کی اور میرا حد سے زیادہ

خیال رکھا۔ بیماری میں جب ان کے پاس گئی انہوں نے مجھے زبردستی اپنے بستر پر مجھے بٹھایا۔ چند سال پہلے یہ لوگ قادیان گئے تھے واپس آ کر میرے والد کی ڈھیروں باتیں مجھ سے کیں۔ ان کی مہمان نوازی کی تعریف مجھ سے بار بار کرتیں کہ مجھے یہ سوچ کر شرم آ جاتی کہ یہ لوگ تو خود اتنے مہمان نواز ہیں یہ میرے گھر والوں کی کیوں تعریف کر رہی ہیں۔

محترمہ امتہ الروٴف کی زبانی یہ بھی علم ہوا کہ اسّی کی دہائی میں ہماری ناروے کی نور مسجد میں جب بم پھٹا تو یہ بھی ایک بڑا امتحان باجی منیرہ کے لئے ثابت ہوا کیونکہ رمضان کا مہینہ تھا کمال صاحب اور کوئی جوان مرد مسجد میں موجود نہیں تھے۔ ایک اور علاقے میں نماز تراویح ادا کرنے گئے ہوئے تھے۔ ایسے میں فون کی گھنٹی بجی اور ساتھ ہی ایک زوردار دھماکہ ہوا یہ کڑا وقت بھی منیرہ باجی کو اکیلے برداشت کرنا پڑا بچے سوئے ہوئے تھے۔ ان کو کھینچ کھینچ کر گھر سے باہر نکالا اور جب بچے باہر نکل آئے تو خوف اور دہشت کے اثر سے خود بے ہوش ہوگئیں۔ اس دہشت نے ان کے اعصاب پر بہت بُرا اثر ڈالا۔ جس کی وجہ سے ان کو اسپتال میں بھی رہنا پڑا۔

**عفت باسط صاحبہ نے اپنے جذبات کا اظہار ایسے کیا**

ہے کہ کمال یوسف صاحب نے تو زندگی وقف کی ہوئی ہے باجی بھی کسی واقفہ سے کم نہ تھیں۔ آپ نے ہر ابتلا کو برداشت کیا۔ تکلیف دینے والے اور تلخ بات کہنے والے سے بھی حسن سلوک کیا۔ دیر سویر سے آنے والے مہمانوں کا خیال رکھا، مشن کو ہر وقت صاف ستھرا رکھا، مہمان بچوں کی جائز ناجائز شرارتوں اور نقصانات کو برداشت کیا، بچوں کے ساتھ بچہ اور بڑوں کے ساتھ بڑا بن کر وقت گذارہ۔ اسی طرح جب آپ کی آنکھوں میں موتیا اتر آیا آپریشن ہونا تھا۔ آپ کی تیمارداری کے لیے گھر جانے کا موقع ملا سوچا اسی بہانے گھر کی صفائی میں مدد کر دیں گے۔ گھر پہنچ کر سمجھ نہ آئی دھندلی آنکھوں کے ساتھ گھر اتنا صاف کیسے رہ سکتا ہے کچن تک کی تمام الماریاں صاف تمام چیزیں قرینے سے رکھی ہوئیں۔ جب پوچھا یہ سب کیسے کیا؟ کہنے لگیں پڑھ لکھ نہیں سکتی تو صفائی کرنی شروع کر دیتی ہوں۔ اسّی کی دہائی میں افراد جماعت کی تعداد کم تھی۔ آہستہ آہستہ تعداد بڑھنا شروع ہوئی مگر باجی منیرہ نے ہر کسی کے ساتھ ایسا ہی تعلق رکھا۔

رمضان سے قبل کی بات ہے ایک بار کچھ خریدنا تھا آپ نے ہاتھ روک لیا۔ کہنے لگیں رمضان آنے والا ہے کمال صاحب نے روزے رکھنے ہیں اچھی خوراک کی ضرورت ہے پھر افطاریاں کروانی ہیں اس کے لیے رقم بچانی ہے۔ واقعی لوگوں کو گھر بلا کر پر تکلف افطاری کرواتیں۔ آپ دوسروں کو تکلیف میں نہ دیکھ سکتیں خواہ اس کے لیے خود تکلیف برداشت کرنی پڑتی۔ جب chemiotherapy کروا کر آتیں تو بہت کمزوری ہو جاتی۔ ڈاکٹر کی ہدایت تھی کہ اگلی دوائی لگوانے سے پہلے اپنی کمزوری کو دور کرنے کے لیے خوراک پر توجہ دیں۔ جسم کی یہ حالت کی کہ سخت دوائی کی وجہ سے گلے اور زبان پر چھالے بن جاتے تھے کہ پانی نگلنا بھی مشکل ہو جاتا تھا اور تکلیف کی وجہ سے آنکھوں سے پانی بہنے لگتا۔ اس سے بڑھ کر یہ فکر کہ گھر والے مجھے اس کیفیت میں نہ دیکھیں کمرے کا دروازہ بند کر کے آرام کا بہانہ بنا کر کھانے کے امتحان سے گذرتیں کوئی واویلا نہیں کوئی شکوہ نہیں۔

کمال صاحب کو دینی کاموں کے سلسہ میں مختلف جگہ جانا پڑتا جہاں تک ممکن ہوتا ساتھ جاتیں۔ اکثر ایسے دورے کرنے پڑتے جہاں کئی دن گھر سے باہر رہنا پڑتا آپ اس راہ میں کبھی رکاوٹ نہ بنیں۔ 2008 کا سال جو آپ کی بیماری کا تکلیف دہ سال تھا۔ خلافت جوبلی کے جلسے تمام دنیا میں ہو رہے تھے۔ کمال صاحب کی خواہش ان جلسوں میں شمولیت کی ہوتی تھی۔ آپ بڑے حوصلہ سے ان کو جانے کی اجازت دیتیں۔ صرف یہ ہی نہیں بلکہ بڑی تکلیف کی حالت میں اٹھ کر خود ان کا سامان تیار کرنا ہر چھوٹی بڑی چیز کا خیال رکھنا آپ کی عادت تھی۔ اب بھی آپ سفر کرتے ہیں تو اس وقت باجی منیرہ کی یاد آنا ایک قدرتی عمل ہے۔ دعا ہے خدا تعالیٰ خود ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

☆☆☆☆☆☆

## سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

نے لجنہ اماء اللہ پاکستان کو شوریٰ جنوری ۲۰۱۳ء کے موقع پر فرمایا کہ خود بھی خلافت سے وابستگی اور اخلاص میں آگے بڑھیں اور اپنی نسلوں میں بھی اس کی اہمیت کو ہمیشہ اجاگر کرتی رہیں۔ اور یہ وہ امر ہے جس کے لئے آپ کو خود اپنے نمونے پیش کرنے ہوں گے، اخلاص و وفا میں بھی اور عبادات میں بھی، اعلیٰ اخلاق میں بھی اور پردہ میں بھی، اطاعت میں بھی۔ یہ ایسی بات نہیں ہے جس کا محض شوریٰ یا اجتماع وغیرہ پر ہی ذکر کیا جائے بلکہ یہ وہ درس ہے جو اس طرح آپ کی نس نس میں رچ بس جانا چاہیے کہ مائیں اپنے دودھ میں اور گھٹی میں یہ درس اگلی نسلوں کو پلا کر پروان چڑھا رہی ہوں۔ جب تک یہ امور ہمہ وقت پیش نظر نہ ہوں گے ہماری اگلی نسلوں کے اعلیٰ معیار کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ اس لئے اسے کوئی رسمی سی بات اور عام سی نصیحت نہ سمجھیں بلکہ اس سے جماعت کا مستقل وابستہ ہے اس لئے اس پر ہمیشہ غور کرتے رہیں اور اس پر عمل کے ہر ممکن طریقے اختیار کرنے کیلئے کوشاں رہیں۔

### سر درد کا علاج

ایک صاحب نے عرض کی کہ میرے سر میں درد رہتا ہے گرمی کے وقت سخت تکلیف رہتی ہے دعا فرمائی جائے۔ حضرت اقدس نے فرمایا علاج بھی کیا ہے؟ اس نے عرض کی ہاں کیا ہے مگر فائدہ نہیں ہوا۔ فرمایا کہ

ہڈیوں کا شوربہ پیا کرو۔ ہڈیاں ایسی لیں جن میں کچھ گوشت چمٹا ہوا ان کو ابال کر شوربہ ٹھنڈا کرو کہ چربی جم جائے۔ اس چربی کو نکال دو۔ باریک رومال پانی میں تر کر کے شوربہ اس میں چھانو کہ چربی اس میں لگ جائے اور خالص شوربہ رہ جائے وہ پیا کرو ہم دعا بھی کریں گے۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۵۴۳)

## دعائیہ اعلانات

☆محترمہ مسعودہ شاہدہ صاحبہ اپنی نواسی بشریٰ شاہدہ آف سویڈن کے PHD میں ٹاپ کرنے پر اور مزید ترقیات کے لئے، نیز اپنے بیٹے شاہد محبوب کی شادی کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے اور نئے جوڑے کو اللہ تعالیٰ نیک نسل سے نوازے۔ دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ عامرہ اظہر صاحبہ اپنے بڑے بیٹے کی صحت وسلامتی کے لئے خاص دعا کی درخواست کرتی ہیں۔ نیز بچوں کے نیک اور خادم دین ہونے کے لئے بھی دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ آسیہ منصور صاحبہ اپنے شوہر، بچوں اور اپنے لئے صحت وتندرستی کے لئے نیز بچوں کی نیک قسمت کے لئے بھی دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ خولہ کھوکھر صاحبہ اپنے اور اپنے شوہر کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں نیز اپنی بیٹی کے نیک اور خادمہ دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ حنا رفیع صاحبہ اپنے نئے گھر کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے اور اپنی بچیوں کی نیک قسمت کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ ناصرہ ثانی صاحبہ اپنے نئے مکان کے بابرکت ہونے کی دعا کی درخواست کرتی ہیں نیز اپنے نواسے عماد الدین احمد اور اپنی نواسی عنایہ کے لئے بھی دعا کی درخواست کرتی ہیں۔ نیز اپنی بیٹی کے امتحان میں کامیابی اور اس کے نیک نصیب کیلئے بھی دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ آمنہ داؤد صاحبہ اپنی، اپنے شوہر کی صحت اور ان کے کاروبار کے لئے اسی طرح اپنے بچوں اور اپنے پوتے اور نواسے کی بھی صحت وتندرستی کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ امۃ النور منعم صاحبہ اپنے شوہر اور بچوں کی صحت وسلامتی کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں نیز بچوں کے خادم دین ہونے کے لئے بھی دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ امۃ المتین صاحبہ اپنے بچوں کی صحت وسلامتی اور امتحان میں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔ نیز اپنی بیٹی کی شادی ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے بھی دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔مکرمہ سبیکہ اعظم صاحبہ اپنی، اپنے شوہر اور بچوں کی صحت کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔مکرمہ لبنیٰ کریم صاحبہ اپنے بچوں اور نواسوں کے نیک اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔عزیزہ کاظمہ انور اگست 2013 میں ناصرات میں شامل ہونے پر دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ سیّدہ بشریٰ خالد صاحبہ اپنے شوہر کی صحت کے لیے، بچوں کے خادمِ دین بننے اور امتحان میں کامیابی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔عزیزہ ندا طارق امتحان میں کامیابی پر اور اپنی صحت کیلئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ امتہ القیوم صاحبہ اپنے شوہر کی صحت وتندرستی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ عابدہ نسیم صاحبہ اپنے پوتے کی پیدائش پر دعا کی درخواست کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو نیک، صالح اور خادم دین بنائے اور صحت والی زندگی عطا کرے اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہو۔

☆۔عزیزہ بارعہ ماہم تعلیم میں کامیابی اور پڑھائی شروع کرنے کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہے۔

☆۔محترمہ بلقیس اختر صاحبہ اپنے، اپنے شوہر اور بچوں کی صحت وسلامتی کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ امتہ الرؤوف صاحبہ اپنے بیٹے منصور شاہ جو وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل ہے کے امتحان میں اعلیٰ کامیابی اور خادم دین ہونے کیلئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ صالحہ مدثر صاحبہ تھونس برگ اپنے والدین اور سسر کی صحت وسلامتی کے لئے اور مجلس کی اعلیٰ کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ امتہ الرؤوف صاحبہ اپنی امی جان کی مکمل صحت یابی، اپنے میاں کی صحت وسلامتی، اپنے نواسے نواسیوں اور پوتی کے نیک، صالح اور صحت وسلامتی کیلئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ طاہرہ سرور صاحبہ اپنے بیٹے زوہیب سرور کے ڈاکٹر بننے کی خوشی میں اسکی صحت وعافیت اور ترقی کے لئے دعا کی درخواست گزار ہیں نیز اپنی ساری فیملی کی صحت وسلامتی کے لئے بھی دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆:محترمہ طاہرہ احمد صاحبہ اپنی والدہ محترمہ اقبال بیگم صاحبہ اور ساس امی محترمہ سیّدہ بیگم صاحبہ کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست کرتی ہیں اللہ تعالیٰ اُن پر اپنی رحمتیں اور فضل نازل کرتا رہے۔آمین

☆:محترمہ فرح ڈار صاحبہ اپنے والدین کی صحت وسلامتی کے لئے اور اپنی اور اپنے شوہر اور بچوں کی صحت وسلامتی اور زندگی میں کامیابیاں حاصل کرنے کے لئے درخواستِ دعا کرتی ہیں اللہ تعالیٰ اُن سب کا حامی وناصر ہو۔آمین

☆۔محترمہ شائستہ روحی صاحبہ اپنے شوہر اپنے بچوں اور اپنی صحت وسلامتی اور درازعمر کے لئے درخواستِ دعا کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ ناصرہ حنان صاحبہ اپنے والدین کی فیملی اور اپنی سسرال فیملی کے لئے اپنے شوہر اور بچے کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں اللہ تعالیٰ اُن سب پر ہمیشہ اپنے فضل کی بارش برساتا رہے ہرطرح کے ہم وغم سے بچاکے رکھے۔آمین

☆۔محترمہ نصرت جہاں آرا صاحبہ اپنے بزنس میں ترقی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں اور اپنی فیملی کے لئے ہر لحہ صحت وسلامتی کے لئے طالبِ دعا ہیں۔

☆۔محترمہ خورشید بھٹی صاحبہ اپنی فیملی کے لئے درخواستِ دعا کرتی ہیں اور ان کی بیٹی عزیزہ کنول بھٹی صاحبہ اپنی پڑھائی میں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔ڈینٹسٹ ڈاکٹر بننے کے لئے اس کا آخری سال ہے اللہ تعالیٰ اُس کی ہر مشکل آسان فرمائے۔آمین

☆۔محترمہ مبشرہ عامر صاحبہ اپنے شوہر بچے اور اپنی صحت وسلامتی کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں اللہ تعالیٰ اُن پر اپنے فضل فرمائے۔آمین

☆۔محترمہ امتہ المنان صاحبہ اپنی، اپنے شوہر اور بچوں کی صحت وسلامتی کے لئے درخواستِ دعا کرتی ہیں اللہ تعالیٰ بچوں کو ہر طرح کی کامیابیوں سے نوازے اور ہر شر سے محفوظ رکھے۔آمین

☆۔عزیزہ بارعہ رفیع اپنی صحت وسلامتی اور سکول شروع کرنے پہ دعا کی درخواست کرتی ہیں اللہ تعالیٰ ہر آنے والے وقت میں بچی کو حوصلہ، کامیابی اور صحت سے نوازے۔آمین

☆۔محترمہ نادرہ ناصرہ صاحبہ اپنے بچوں، شوہر اور فیملی کی صحت وتندرستی کے لئے طالبِ دعا ہیں اللہ تعالیٰ ہرطرح کی پریشانیوں سے محفوظ رکھے، آمین

☆۔محترمہ سلیمہ بشارت صاحبہ اپنے بیٹے فرخ احمد کے نیا گھر خریدنے کی خوشی میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میرے بیٹے فرخ احمد اور بیٹی ثنا فرخ دونوں کو پیار ومحبت کے ساتھ گھر آباد کرنے کی توفیق دے۔نئے گھر میں رہنا بابرکت ہو۔نیز میری پوتی دیشہ کو بھی اللہ تعالیٰ نیک دین دار بنائے اور صحت وتندرستی والی لمبی زندگی عطا کرے۔آمین

☆۔محترمہ صبیحہ اطہر صاحبہ اپنے پوتے کی لمبی زندگی، خادمِ دین اور قرۃ العین ہونے کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ عتیقہ ناصر صاحبہ اپنی بیٹی انعم خلیل کی شادی اور اپنے گھر میں خوش وخرم زندگی گزارنے کیلئے اور دوسرے بچوں اور میاں کیلئے بھی درخواست دعا کرتی ہیں۔

# نیشنل مجلس عاملہ 2013-2014

| | |
|---|---|
| ☆۔ صدر صاحبہ | محترمہ سیّدہ بشریٰ خالد صاحبہ |
| ☆۔ معاونہ صدر | محترمہ امتہ الروٴف صاحبہ |
| ☆۔معاونہ صدر | محترمہ فریدہ قدیر صاحبہ (معاونہ وصیّت) |
| ☆۔جنرل سیکریٹری | محترمہ فاخرہ جاوید صاحبہ |
| ☆۔نائبہ جنرل سیکریٹری | محترمہ مہر النساء صاحبہ |
| ☆۔سیکریٹری تربیت | محترمہ بلقیس اختر صاحبہ |
| ☆۔سیکریٹری تعلیم | محترمہ سعیدہ نعیم صاحبہ |
| ☆۔سیکریٹری تبلیغ | عزیزہ انعم اسلام |
| ☆۔سیکریٹری ناصرات | محترمہ شمسہ خالد صاحبہ |
| ☆۔سیکریٹری صنعت ودستکاری | محترمہ صائمہ محمود صاحبہ |
| ☆۔سیکریٹری صحت جسمانی | محترمہ میراء احمد صاحبہ |
| ☆۔سیکریٹری تجنید | عزیزہ ارم خلیل |
| ☆۔سیکریٹری تربیت نومبائع | محترمہ مصورہ طیب کریم صاحبہ |
| ☆۔سیکریٹری اشاعت | محترمہ منصورہ نصیر صاحبہ |
| ☆۔سیکریٹری مال | محترمہ تہمینہ نبیل صاحبہ |
| ☆۔سیکریٹری محاسبہ مال | محترمہ صائمہ بشارت صاحبہ |
| ☆۔سیکریٹری ضیافت | محترمہ لبنیٰ طارق صاحبہ |
| ☆۔سیکریٹری خدمت خلق | عزیزہ کنول نصیر |
| ☆۔سیکریٹری تحریک جدید، وقف جدید | محترمہ شمع شاکر صاحبہ |

//////////////////////////////

# Chikkar Chole (Krydrede kikerter)

(til 4 personer)

2 store løk

4 hvitløkfedd, delt i to

1 ss finhakket ingefær

½ ts cayennepepper

5 ss tomatpure

1 dl vann

Ha ingrediensene i en mikser og lag en løkpasta. Smelt 3 ss kokosfett/olje i en tykkbunnet gryte og stek løkpastaen i 4 minutter

Tilsett:

1,5 ts koriander

1,5 ts spisskummen

Stek videre i 10 minutter til det dannes oljebobler.

Tilsett:

460 g kokte, godt skylte og avrente kikerter. (Tilsvarer 2 kartonger GoGreen økologiske kikerter)

2,5 ts grønnsaksbuljong

Bland godt og la koke til stuingen er tyktflytende.

Slå av varmen, tilsett:

4 ss sitronsaft

1 dl soyafløte

Bland godt

Strø over:

1,5 ts garam masala

Dekk med et lokk. La det stå trekke i minst 10 minutter. Rør godt rett før servering

Nyt!!

Kilde: http://basiskmat.com/?p=439

gang han sender et brev så står navnet hans på denne måten Tariq Ahmed Majid oppstår det problemer i registeret. Derfor er det viktig at dere sjekker navnet og skriver den på samme måte som dere gjorde sist.

9. Påse at faksen er blitt sendt. Noen faksmaskiner skriver ut kvittering på at den har blitt sendt.
10. Søknader som blir sendt til Rabwah må da oversendes til London uansett derfor prøv å sende søknaden direkte til London. Det sparer oss tid og fører til at deres søknad blir raskere behandlet. Det samme gjelder for de som leverer søknaden til den lokale Jamaaten. Herifra tar det også lang tid før søknaden kommer fram i London, noe som fører til at søknaden behandles sent og at svaret kommer tilbake etter en lang tid.
11. Det er bedre at søknaden forholder seg til waqf-e-nau temaet. For alle andre saker er det viktig at dere skriver et eget brev.
12. Det er viktig at søknaden inneholder post adresse for uten er det umulig å sende svar på søknaden. Samtidig så hadde det vært fint at dere skriver telefon-, mobilnummer og/eller e–post adressen. Det fører til at Avdeling Waqf-e-nau kan kontakte dere via telefon også.
13. Noen skriver til andre avdelinger for å vite ID-nummer. Merk dere at dette skal bare tas opp med waqf-e-nau avdelingen i London. Brevet skal da inneholde foreldrenes navn og bestefarens navn samt barnets navn og fødselsnummer og fullendt adresse. Hvis dere noterer ned deres e-mail adresse får dere svar på e-mail.
14. Hvis dere lurer på noe angående waqf-e-nau kan dere også kontakte oss på e-mail. Den er som følger: waqfenaulondon@hotmail.com.co.uk.
    Det er viktig å notere seg at denne e-mail adressen skal bare brukes for waqf-e-nau saker.

Med vennlig hilsen
Dr. Shamim Ahmad
Incharge Waqf-e-nau London

Avsender: Shahid Umar Nasir, Secretary Waqf-e-nau, Norge

# Retningslinjer for søknad om Waqf-e-nau

For å bli medlem av waqf-e-nau har flere foreldre begynt å sende faks istedenfor et brev. Det oppstår et par problemer ved bruken av faks systemet. Med disse problemene i fokus har vi satt opp noen retningslinjer og dere oppfordres til å følge disse ved innsending av søknadene.

1. Ved bruk av faks er det  viktig at dere sjekker størrelsen på dokumentet. Størrelsen på dokumentet skal være et A4-ark. Er den større blir en del av dokumentet ikke med ved utskrift
2. Når dere fakser et dokument så er det viktig at dere bruker et hvitt papir. Ved utskrift blir et fargerikt ark noen ganger helt svart noe som gjør at det blir vanskelig å lese hva som står på dokumentet. Hvis adressen ikke er mulig å lese eller ikke er med på grunn av størrelsen på dokumentet  er det ikke mulig å svare på grunn av manglende adressen.
3. Bruk et ark uten linjer. Det hender at utskrift ikke blir skrevet ut riktig og av den grunn kan teksten bli utydelig ved utskrift.
4. Det er viktig at dere bruker svart penn, blyant slik at fargen på skriften er svart istedenfor blå eller gul osv. Det vil føre til at utskriften blir tydelig og klar. Dersom brevet skrives på Urdu er det bedre at det skrives på PC slik at skriften er mest mulig tydelig.
5. Flere av deres brev er på flere sider. Det er viktig at brevet er konkret og på ei side. Fordi når brevet inneholder flere sider blir det vanskelig med utskrift og noen ganger hender det at noen av sidene blir borte. Det kan gjøre det vanskelig å forstå hva avsenderen mener.
6. Det er viktig at det er avsatt ekstra plass på alle fire sider av arket for å være sikker på at alt som står på dokumenetet blir med ved utskrift
7. Hvis søknaden om å bli medlem av waqf-e-nau sendes fra faren er det viktig at han tar med sitt og sin hustrus navn. Likeledes skal moren ta med navnet til faren av barnet. Det er viktig å notere seg at søknaden kan bare skrives av foreldrene. Hvis søknaden er skrevet av andre slektninger enn foreldrene vil den ikke bli godtatt.
8. Sjekk om dere har skrevet navnet riktig før dere sender brevet. Det hender at folk staver navn feil eller ikke skriver riktig. Det er noen få av dere som skriver navnet annerledes fra gang til gang. For eksempel hvis en person heter Abdul Majid Ahmed Tariq neste

**Fysisk aktivitet:** Bruk kroppen din daglig. Gå, sykle, gå på ski, svøm minst 30 minutter daglig. Fysisk aktivitet stimulerer tarmen til å fungere.

**Avføringsmiddel:** Om du må bruke avføringsmiddel, anbefales såkalt volumøkende middel (eks. Movicol, Metamucil, Lunelax). Det er midler som trekker til seg vann i tarmen og som fører til at det blir mer avføring. Et alternativ er laktulose. Klyster brukes ved akutt forstoppelse. Hos eldre hender det at avføringsklumper "tetter igjen" i endetarmen. Da må de plukkes ut.

## Forstoppelse hos barn

De vanligste årsakene til forstoppelse hos barn er for lite fiber i kostholdet, lite fysisk aktivitet og dårlige avføringsvaner. Noen barn utsetter stadig toalettbesøk, noe som kan føre til at avføringen hoper seg opp i endetarmen og blir tørr og hard. Dette kan igjen føre til rifter og sprekkdannelse i endetarmsåpningen og det blir smertefullt å gå på do. Barnet vil prøve å holde igjen avføringen, og kan slik komme inn i en ond sirkel hvor tilstanden forverres. Akutt forstoppelse kan oppstå ved sykdom, miljøforandringer og uvante forhold, for eksempel ved feber, reise, utedo eller stress.

Spedbarn som kun får morsmelk, får i praksis ikke forstoppelse. For disse barna er det helt normalt både å ha avføring flere ganger for dag eller bare en gang i uken. Barn som får morsmelkerstatning, eller som har begynt med fast føde, bør ha avføring hver dag.

Spedbarn som kun får morsmelk skal ikke behandles med avføringsmidler med mindre lege har anbefalt det. Hos større barn og barn som får morsmelkerstatning, kan milde avføringsmidler forsøkes i en periode dersom kostomlegging og andre forebyggende tiltak ikke er nok. Etterhvert kan du gradvis trappe ned og se om avføringen holder seg myk. Hvis avføringen er hard, eller det går mer enn 1-2 dager uten avføring hos barn som får morsmelkerstatning eller vanlig mat, kan du mistenke at en forstoppelse er under oppseiling.

Når bør legen kontaktes:

- Hvis barnet er under 1/2 år og du mistenker forstoppelse.
- Hvis barnet ikke viser bedring etter å ha fulgt anbefalte råd.
- Hvis barnet får raskt tilbakefall av forstoppelse etter avsluttet behandling.
- Hvis barnet ikke får regulert sin avføring i løpet av en måned

Malekstrakt har tradisjonelt vært mye brukt mot forstoppelse. Det foreligger lite dokumentasjon på om det faktiske hjelper, men kan forsøkes ved milde former for forstoppelse for å mykgjøre avføringen hos barn under 1 år. Vanlig dosering av maltekstrakt er 1 teskje i 250 ml melk ved 2-3 måltider per døgn. Sviskesaft/-mos er et annet middel som tradisjonelt har blitt mye brukt og som kan forsøkes til barn fra cirka 4 måneders alder.

Kilde: www.nhi.no, www.apotek.no

i seg selv ingen risikofaktor for forstoppelse, men eldre mennesker har mange av de disponerende tilstandene eller faktorene som fører til forstoppelse.

Ved nyoppstått forstoppelse er det viktig å utelukke sykdommer som nedsatt stoffskifte, smertefulle lidelser i endetarmsområdet, kreft i tykktarmen, depresjon og bivirkning av medikamenter. De vanligste medikamentene som kan forårsake forstoppelse, er smertestillende preparater, hostemedisiner, kalsiumblokkere (hjertemedisin), antiarytmika (hjertemedisin), vanndrivende, antikolinergika, antiepileptika, jern, angstdempende midler og antirevmatika.

## Hvordan behandles forstoppelse?

De viktigste prinsippene i behandlingen av forstoppelse er følgelig regelmessige avføringsvaner, et grovt og fiberrikt kosthold, rikelig drikke, regelmessig mosjon, eventuelt bruk av avføringsmiddel som øker mengden avføring.

**Gode avføringsvaner:** Sentralt i behandlingen av forstoppelse står innarbeidelsen av faste avføringsvaner. Gå på toalettet når du føler trang til avføring, ikke hold igjen. Har du ingen rytme i tømningene, må dette øves inn. Gå på klosettet (uansett) på et bestemt tidspunkt etter et måltid - for eksempel etter frokost. Gjør du det konsekvent dag etter dag, vil tarmen begynne å samarbeide, og den viktigste forutsetningen for problemfri avføring er oppfylt.

**Grovt og fiberrikt kosthold:** Et grovt og fiberrikt kosthold gjør at mer av føden når ned til tykktarmen som ufordøyelig mat. Dette er slaggstoffer og de utgjør størstedelen av avføringen. Rikelig med slaggstoffer virker stimulerende på aktiviteten i tykktarmen. Det blir mer avføring med myk konsistens som lett tømmes ut. De viktigste fiberkildene er grove kornprodukt, frukt og grønnsaker. Behovet for fiber i kosten er individuelt. For mange er det ikke nok å spise grovt brød fordi antallet skiver de spiser per dag er for lavt. Noen trenger derfor et eget fibermåltid for å oppnå tilstrekkelige mengder. Frokosten er blitt det mest naturlige fibermåltid. I handelen finnes en rekke ulike frokostblandinger som er beregnet til dette formålet.

Svisker er tørkede plommer. En studie viste at inntak av 6 svisker 2 ganger daglig, var minst like effektivt som inntak av spesiallagede fiberprodukter (eks. Metamucil). Resultatet ble hyppigere og mykere avføring og færre forstoppelsesplager. Vær imidlertid oppmerksom på at svisker er kaloririke. 12 svisker inneholder ca. 260 kalorier, men glykemisk indeks er lav.

**Rikelig drikke:** En medvirkende faktor ved forstoppelse er at mange drikker for lite. Et ekstra glass vann ved flere av dagens måltid kan korrigere for dette underskuddet og virke gunstig på avføringens konsistens. Mye alkohol og kaffe gjør avføringen tørrere og hardere.

# HELSESPALTE: Forstoppelse

Forstoppelse er en av de mest utbredte plager i befolkningen. Tilstanden arter seg som treg, hard og/eller sjelden avføring. Den rammer særlig eldre, kvinner, fysisk inaktive, de med fiberfattig kost.

## Hva er forstoppelse?

Forstoppelse defineres som treg, hard eller sjelden avføring. Problemet er omfattende blant eldre mennesker og er tre ganger så vanlig blant kvinner som menn. 20% av befolkningen har forstoppelse og 10% bruker avføringsmidler.

Det er ikke noe skarpt skille mellom hva som er normal og hva som er unormal avføring. Man regner at det bare er ca. 30% av oss som har helt regelmessig avføring med en daglig tømning til fast tid. Selv om det går flere dager mellom hver tømning, behøver ikke det å være unormalt. Det avgjørende er om du opplever plager og ubehag på grunn av treg, hard eller sjelden avføring.

Tarmen er avhengig av regelmessige måltider og tømninger. Undertrykker vi tarmens naturlige tømmingsreflekser og venter med å gå på do, får vi ikke tarmen til å "spille på lag" med oss. Resultatet blir en besværlig og mangelfull tømning.

Et fiberfattig kosthold gjør at små mengder slaggstoffer kommer over til tykktarmen. Tarmen stimuleres i liten grad til aktivitet, og avføringen forskyves ikke mot endetarmen.

Fysisk aktivitet stimulerer til bevegelse i tarmen. Stillesittende arbeid og lite mosjon øker derfor risikoen for forstoppelse, noe som særlig rammer eldre mennesker.

Enkelte avføringsmidler virker ved å stimulere tarmen til økt aktivitet og påskynder på denne måten tømningen av avføring. Personer som bruker slike middel over lengre tid, vil etter hvert få problemer. Tarmen blir sliten av det konstante maset om økt aktivitet, og den mister etter hvert evnen til på normalt vis å reagere med signal om at vi må på do. Både forstoppelse eller konstant diaré kan bli resultatet.

## Hva forårsaker forstoppelse?

Hos mange personer kan man ikke peke på klare årsaker til forstoppelse. De hyppigste forklaringene til forstoppelse er uregelmessige avføringsvaner, fiberfattig kosthold, lite fysisk aktivitet, høy medisinbruk, misbruk av avføringsmiddel og tilstanden irritabel tarm. Høy alder er

# *Fremtiden for Ahmadiyyat*

*Utdrag fra boken Roohani  Khazain*

*Jeg erklærer med full tro og fasthet at jeg har rett og at jeg med Allahs nåde vil gå seirende ut av denne strid. Så vidt jeg kan se med mitt langskuende syn, ser jeg hele verden fullstendig dekket av fremgangen av min sannhet. Den tid er nært forestående da jeg skal vinne en rungende seier. Det er slik fordi en annen stemme taler til støtte for hva jeg sier, og det er en annen hånd som virker for å styrke min hånd. Dette sanser ikke verden, men jeg ser det. I meg vibrerer stemmen til en himmelsk ånd som gir liv til hvert ord jeg sier. Det er støy og bevegelse i himmelen som ut av en håndfull støv har skapt en dukke-figur hvis bevegelser blir styrt fra oven. Alle de som angerens dør enda ikke er lukket for, vil snart se at jeg ikke er av meg selv. Kan de være seende øyne som unngår å gjenkjenne en mann av sannhet? Kan han holdes for å være i live som ikke har noen viten om dette himmelske kall? (Roohani Khazain bind 3, s. 403, Ezala Auham del II)*

*Hvil forvisset om at dette er et tre plantet av Guds hånd. Han vil aldri tillate det å gå til spille. Han vil ikke være tilfreds før Han har fulgt det til det har nådd sin fylde. Han vil sørge for at det blir vannet godt og vil bygge et beskyttende gjerde rundt det. Slik vil Gud velsigne mine tilhengere med forbløffende fremgang og velstand. Har du latt noen steiner ligge urørt? Hadde det vært menneskeverk, ville dette vært saget og felt for lenge siden og intet spor av det ville vært tilbake. (Roohani Khazain bind II, s. 46. Anjam e Atham)*

*Kilde: www.ahmadiyya.no, "Utvalg av den utlovede Messias' skrifter"*

# BARNESIDEN

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 4 | 8 | | | | 2 | | | |
| | | | | | | | | 7 |
| | | | 9 | 5 | | 4 | 6 | |
| | | 9 | | | | | | |
| | | | 3 | | | | | |
| | 5 | 7 | | | | 8 | 4 | |
| 1 | | | 4 | | | 3 | | |
| | 9 | | | 7 | 1 | | | |
| | | | | | | 6 | | 2 |

(Finn løsningen på en annen side i denne utgaven)

## Tegn inn det som mangler

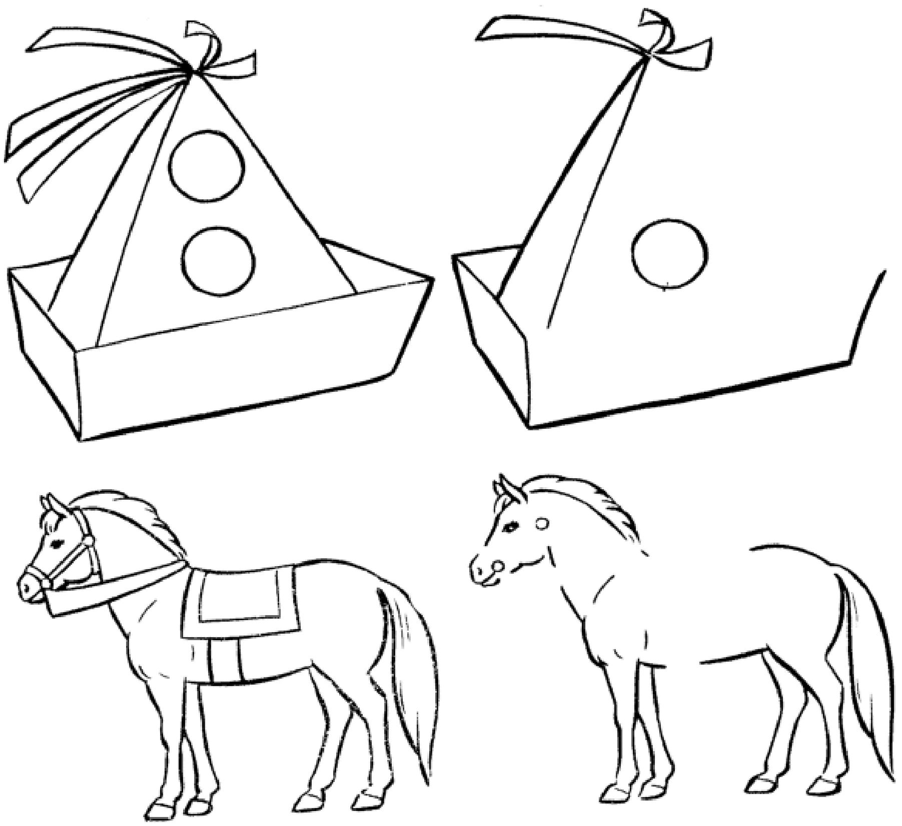

lange reiser kun for å besøke vise og store menn. Han peker videre på at selv om hellige bøker kan gi en visdom og kunnskap, vil man ikke kunne dra full nytte av disse, før man også sitter i selskap med gudfryktige vise mennesker.

Også den første kalifen Hadrat Maulwi Noor-ud-Din[ra] peker på samme punkt, nemlig at man først virkelig kan ta til seg læren i Koranen når man i tillegg også omgir seg med gudfryktige mennesker og særlig profeter av Gud.

Det er ingen tvil om at vi mennesker er svake vesener og blir fort påvirket av andre. Etterhvert som tiden går skjer det endringer i oppførselen og tankegangen vår og vi tilegner oss en stor del av andres væremåte. Det er derfor viktig å velge et godt miljø for seg selv slik at vi blir påvirket i en positiv retning og ikke kaster bort vår tid på nytteløse ting.

Som et eksempel på negativ innflytelse forteller vår første Khalif, Hazrat Maulwi Noor-ud-din[ra] at: En far kom gråtende bort til meg og var bekymret for sønnen sin som hadde begynt å snakke imot Gud. Faren forklarte at sønnen hans hadde aldri før snakket slik, men at de siste dagene hadde han begynt å stille spørsmål og sa at han hadde lite tro på Guds eksistens. Vår kjære Khalif rådet faren til å bytte sønnens plass i klassen. Etter noen få dager kom faren tilbake igjen til Hudoor[ra] og var utrolig glad for at sønnen hans endelig hadde sluttet å snakke imot Gud. Da sa første Kalifen[ra] at eleven som satt ved siden av sønnen hans hadde dårlig innflytelse på ham. Han trodde ikke på Gud og dette inspirerte din sønn, og tankegangen hans var av den grunn under forandring.

Vi er i dag veldig heldige som har kalifatet etter Guds profet, blant oss. Og gjennom MTA får man direkte kontakt med kalifen til enhver tid. Vi hører ham tale direkte til oss, og får muligheten til å raskt adlyde hans ønsker. Den andre kalifen Hadrat Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad[ra] nevnte en gang at det vil komme en tid hvor stemmen fra Qadian vil kunne høres av folk i alle verdens hjørner. Vi som er her i dag, er så heldige å være vitne til dette gå i oppfyllelse, og det er derfor også vår plikt at vi i takknemlighet for dette, bruker MTA aktivt. Hudhoor[aba] nevnte også dette fenomenet i en av sine prekener og sa at det var en tid hvor bare den fysisk tilstedeværende forsamlingen fikk med seg hva profeten Muhammad[saw] eller den utlovede Messias[as] eller hans tidligere kalifer sa. Men i dag kan hele verdens befolkning, ahmadier så vel som ikke ahmadier, få høre kalifens ord direkte.

Den eneste måten vi kan holde oss vekk fra alt det negative i samfunnet på er via bønn. Så lenge vi har stor tro på Gud og ber fem ganger om dagen vil vi være beskyttet. I tillegg er det viktig med god kontakt med menigheten; da vil Gud ta godt vare på oss. Måtte Allah gi enhver av oss mulighet til å være en del av de troendes selskap og gjøre oss i stand til å kunne dra nytte av det. Amen

Kilder: www.alislam.org, Fredagspreken gitt av Murabbi Sahib Norge (dato ukjent)

# De Gudfryktiges Selskap

(Sohbat-e-Salihiin)

Madiha Arooj, Amna Javaid

Forskning har vist at vi mennesker blir fort påvirket av hverandre. Hvem vi henger med eller bor med spiller en stor rolle for hvordan vi blir. Miljøet vi omringer oss med påvirker oss både på den positive og negative måten, noe den hellige Koranen fortalte oss lenge før i dag. I Koranen står det:

*"De troende skal ikke ta de vantro til venner fremfor de troende."*

*Sura Al-e-Imran, vers 29*

Det vil si at man ikke skal bli venn med de som kaster bort sin tid på å gjøre dårlige gjerninger, og nytteløse ting. Hvis en har kontakt med dem, kommer de til å ha dårlig innflytelse på en. Til slutt blir et menneske kjent igjen utifra de menneskene han omringes av.

Angående forskjellen mellom en god og dårlig venn er det en Hadith der Hadhrat Abu Musi Ash`ari[ra] forteller at Profeten Muhammad[saw] har beskrevet forskjellen mellom en god og en dårlig venn på følgende måte. En god venn er lik en som bærer med seg mange gode lukter. Du vil enten kunne få kjøpe disse godluktene av ham, eller få de gratis, men du vil uansett kunne dra nytte ved at du ved å være i nærheten av ham, vil kunne lukte på de gode luktene han har. En dårlig venn er som en feier, hans nærhet vil ikke kunne gi deg annet enn sot og ond lukt.

I den hellige Koranen sier Allah den Opphøyde at:

*"Allah er de troendes venn. Han fører dem ut av mørket inn i lyset. Men de vantro, deres venner er dem som villeder, de fører dem fra lyset inn i mørket. Disse er ildens beboere, der skal de forbli i lang tid."*

*Sura Al-Baqarah, vers 258*

Den utlovede Messias[as] har sagt at det er viktig å rense ens hjerte, og dette kan kun skje ved å være i nærheten av en profet. Enhver som befinner seg i nærheten av de rene og gudfryktige, i Guds øyne, også vil bli regnet som en av disse. I en hadith leser vi at englene rapporterte tilbake til Gud om en forsamling hvor Hans navn ble ihukommet, og Gud sa til engelene at alle som var i nærheten av denne forsamlingen, selv uten å være en del av denne, skulle regnes som en del av gruppen som ihukommet Gud. Dette viser hvor store velsignelser en kan oppnå ved kun å være i selskap av gudfryktige mennesker. Videre sier den utlovede Messias[as] at gode menneskers åndelige styrke og lys smitter over på andre mennesker og det er derfor viktig at man tar seg tid til å sitte i deres forsamlinger. Han viser til hvilke forandringer Profeten Muhammads[saw] lys førte til hos hans ledsagere. Videre peker han på at det alltid har vært en tradisjon for å foreta til dels

hvorfor ulike muslimske menigheter starter og avslutter fastemåneden ulikt (oftest med 1-2 dager); Noen velger å rette seg til observasjoner av nymånen i sitt hjemland, f.eks. Saudi- Arabia eller Pakistan, mens andre følger observasjonene gjort i områdene der en selv bor.

Ulikt mange andre religiøse fester gjør denne forflytningen at muslimer kan oppleve religiøse høytider på forskjellige årstider, og følgelig kan feire det på forskjellige måter.

## EID- UL- ADHA (Offerfesten)

Omtrent ti uker etter Eid- ul- fitr er det igjen tid for ny feiring; Eid- Ul- Adha. Dette er en markering for pilegrimsreisens, Hadj, avslutning, og et minne om Hadrat Abraham'[as] lydighet til Allah.

Flere ganger hadde Hadrat Abraham[as] drømmer der han så seg selv ofre sin eldste sønn Hadrat Ismail[as]. Etter hvert fastslo han at dette måtte være et tegn fra Allah om at han[as] skulle ofre sin sønn for å vise lydighet for Allah og underkastelse av Hans vilje. Hadrat Abraham[as] som var svært lydig overfor Allah, var på vei til å ofre sønnen sin, før Allah kommanderte ham til å stoppe og fortalte at han sannelig var den mest lydige, og hadde tilfredsstilt Allahs befaling. Allah belønnet Hadrat Abraham[as] med en stor slekt. Slik fikk han den store æren av å være forfaren til den hellige Profeten[saw].

I dag minnes muslimer verden over om denne hendelsen og samler seg i moskeen for bønn og gratulasjoner. Alle som har mulighet til å ofre et dyr i Allahs navn, oppfordres til dette etter Eid-bønnen. I Norge er ikke dette mulig, men vi som har besøkt Pakistan under denne høytiden, vet hvordan synet av offerfesten er. Uker før har familiene kjøpt lam, ku eller kamel, som nå skal slaktes. En tredjedel av kjøttet gis også bort til fattige barn og deres familier som steller seg i kø. En annen tredjedel gis til familien og kjente, mens den siste tredjedel kan en spise selv.

I 1983 ba Hadrat Mirza Tahir Ahmad[ra], vår fjerde khalif, menighetens rikeste medlemmer om å besøke sine fattige brødre i deres hjem. Der skulle de gratulere og ønske dem en fin Eid, samtidig som de skulle gi dem penger og fine gaver. Dette påbudet har ført til at gleden av Eid-feiringen for Ahmadiyya muslimer har økt betraktelig, noe som er mer eller mindre hele meningen med den islamske høytidsfeiringen.

# EID

Amna Mahmood

## EID- UL- FITR (Festen for fastens avslutning)

Når nymånen skinner på den bekmørke himmelen, er det tid for den islamske høytiden; Eid- ul-fitr. Denne feiringen, som varer i tre dager, markerer slutten på den ca. trettidager lange fastemåneden, Ramadan, og innleder den tiende måneden Shawwal. Selve feiringen starter med at medlemmene av menigheten samler seg i moskeen og stiller seg opp for den høytidelige fellesbønnen. Dette etterfølges av Khutba, det vil si preken, og deretter en stillebønn. Senere er det tid for å gi hverandre en god klem og ønske hverandre Eid Mubarak, altså en velsignet Eid.

Vi er kledd i våre fineste klær, og hjemme venter en god middag. Familie og nære venner er invitert over, og barna får gaver. Feiring er en eneste stor takk for velsignelsene fra Ramadan. I trettidager har vi fastet, og slik utviklet sympati og medfølelse for de som opplever sult og tørste daglig. Gjennom faste oppnår individet motivasjon til å hjelpe mennesker i nød. Vi kommer også nærmere Allah. Våre spirituelle og moralske verdier vektlegges, og vi konsentrerer oss om ihukommelsen av Allah og Hans attributter.

Det er ikke alle av oss som er i stand til å faste. Derfor gir de som ikke faster et fast beløp penger som tilsvarer det man bruker på mat og drikke for en selv til en trengende. Dette kalles for Fidja, og kan også gis i form av føde, det vil si mat. En slik fasteavgift skaper solidaritet og hjelper oss med å utvikle vår medmenneskelighet. Før feiringen finner sted har vi også gitt penger til Eid-fondet og Fitrana, som også brukes på de fattige, slik at også de kan delta i Eids gleder i form av nye klær og en bedre middag. Pengene samlet gjennom Eid- fondet brukes til å spre islams budskap – tabligh. Fidja og Fitrana ble innført i den hellige Profeten[saw] sin tid, mens Eid- fondet er noe den utlovede Messias[as] har innført. Det gjør Fidja og Fitrana absolutt obligatorisk, mens Eid- fondet er mer frivillig.

Flere legger merke til at Eid og også Ramadan inntreffer ulikt fra år til år. Grunnen til dette er fordi månedene defineres etter månekalenderen, som gjør at Ramadan neste år vil starte ca. elleve dager tidligere. Sammen med Ramadan forflytter også Eid seg. Dette forklarer også

Jeg begynte etter dette å jobbe på et asylmottak. Der diskuterte jeg ofte islam med både de som bodde der, og mine muslimske kollegaer. Etter at jeg flyttet til Fredrikstad for å studere, fikk jeg en del muslimske venninner som jeg fortsatte å diskutere og spørre om islam. Men jeg opplevde at jeg fortsatt ikke fikk tilfredsstillende svar på spørsmålene mine.

Men til slutt i mitt søk etter den rette veien ble jeg presentert for den sanne islam. Jeg leste mye på internett og på hjemmesiden til jamaten. Etter noen måneder tok jeg kontakt med jamaten på mail. Jeg fikk flere telefoner og jeg fikk komme hit på besøk. Endelig fikk jeg logiske og oppriktige svar på alle mine spørsmål. Endelig!!

Noen av mine grunnverdier i livet, kunne da flettes sammen med den sanne islam som Ahmadiyya presenterer. Dette ble for meg en total match. Noe av det som spesielt tiltrakk meg ved Ahmadiyya var: Kjærlighet for alle ikke hat mot noen. Ingen tvang i religion. Respekt og toleranse for alle mennesker og religioner.

Jeg føler sterkt at jeg har en oppgave å utføre tabligh til min vestlige familie og venner om den sanne islam. At islam ikke handler om kultur og etnisitet. At islam ikke er det som står i VG og Dagbladet. At terror er langt fra islam, som faktisk betyr fred. Tenk på de Ahmadiyya muslimene i Pakistan kjære søstre, som ikke engang får kalle seg muslimer og som blir forfulgt. Vi er så heldige i Norge og vi må bruke vår religionsfrihet og ytringsfrihet til å spre det sanne budskapet.

De som er eldre enn oss i jamaten har sådd mange frukter her i Norge. Vi må nå starte å høste av disse fruktene, slik at vi kan fortsette å spre det sanne budskapet ut til alle verdens hjørner. Jeg står her som nok et bevis på akkurat den åpenbarelsen utlovede Messias[as] fikk fra Gud. En nord norsk vestlig jente, fra en ikke religiøs familie, oppvokst uten noen som helst tilknytning til islam som i dag har funnet den rette veien og den sanne islam. Kjære søstre, vi må fortsette å spre dette budskapet!

Jeg vil til slutt konkludere med at av alle friheter i livet som vestlig kvinne, er den største frihet jeg har opplevd å få bli en Ahmadiyya muslimsk kvinne og ikke minst en Ahmadyyia muslimsk mor. Jeg er så utrolig stolt av å være få være en Ahmadyyia muslim og en representant for den sanne islam. Helt til slutt vil jeg takke dere for den varme velkomsten jeg har fått blant dere i jamaten. JazakAllah!

# Hva har Ahmadiyya gitt verden?

Ine Aicha Anwar

Først tenke jeg å komme med fakta, men det kan alle finne hvis de søker. Derfor bestemte jeg meg for å skrive fra hjertet. Jeg er jo en del av verden, og ikke minst en del av den vestlige verden. Der islam ofte blir sett på som blant annet kvinneundertrykkende og en religion for terrorister. Jeg vil igjennom denne teksten nevne litt om veien til å bli ahmadiyya muslim, og hva den sanne islam har gitt meg som en del av verden.

Jeg kommer fra en ikke religiøs, typisk norsk familie. Den eneste i slekta mi som var religiøs var min kjære mormor som presenterte Gud for meg i barndommen gjennom å ta meg med på Betel og Frelsesarmeen. Som barn var jeg var en tenker, og trodde tidlig at noe måtte stå noe bak hele skapelsen. Jeg begynte å tro på Gud når jeg var ca 15 år, og da begynte min søken etter den rette veien, en vei som skulle passe til mine grunnverdier i livet.

Når jeg lærte mer og mer om kristendommen følte jeg inni meg at det ikke kunne stemme som de kristne sa: At Jesus skulle stige ned fra himmelen. Jeg husker at jeg tenkte at jeg tror de kommer til å få vente for alltid.  Jeg kom faktisk på denne hendelsen etter jeg hadde konvertert til den sanne islam. Kanskje var dette det første tegnet fra Gud til å finne den rette veien å tro på.

Mitt aller første møte med islam var i religionstimene på skolen. Der lærte vi om de 5 søylene husker jeg, og generelt enkelt om islam. Det fantes ingen muslimer i byen jeg vokste opp i. Ingen jeg visste om i alle fall, i en liten by i Nord Norge. Byen er så liten at det er 4 timer til nærmeste Mc Donalds. Det neste møte med islam ble terrorangrepet 11. september 2001. Jeg må ikke glemme å understreke hvor innprentet vi vestlige jenter blir av at islam er en ekstremt kvinne undertrykkende religion.

Jeg flyttet til Gøteborg rett etter terrorangrepet 11. september. Der gikk jeg på konsert og så en jente i hijab. Jeg ble livredd og prøvde å komme meg lengst mulig bort fra henne med bildene fra 11. september klart i minnet. I dag står jeg her selv i hijab, Alhamdolillah. Så kjære søstre, tilgi de uvitende og fortell de heller sannheten om islam. Et godt eksempel på hvor viktig tabligh er.

En annen hendelse er om en mann, opprinnelig fra Pakistan, som hadde blitt med sin ahmadi-muslimske venn på den årlige Jalsa i England. De hadde sittet inne i hovedteltet og hørt på taler og dikt. Noe hadde truffet ham, og han følte at han hadde lært mer om sin egen tro. De fleste av de som leser Zainab har nok vært på Jalsa i England eller Tyskland, men for å oppklare så er det vanlig at man tar av seg skoene utenfor hovedteltet der selve arrangementet av taler etc foregår. Disse mennene hadde gjort det samme. Etter en stund da det ble tid for bønn og mat, gikk de for å ta på seg skoene – og til sin store forskrekkelse hadde skoene til gjesten forsvunnet. Den ahmadi-muslimske mannen prøvde å trøste ham med at de sikkert ville finne skoene igjen, de lå nok lenger nedover veien, eller under noen andre sko. De lette videre, men fant ingen spor etter gjestens sko. Denne mannen begynte å tenke at det er jo så mange mennesker her: ”Jeg vil nok aldri finne de skoene igjen.” Så sier en annen at dere kan jo gå til avdelingen for gjenglemte ting. De trasket bortover for å finne teltet hvor det ble levert inn ting som hadde blitt liggende eller glemt igjen. Gjesten var sikker på at skoene ikke ville være der, men utrolig nok så fant han dem. Denne mannen ble så overbevist og anså dette som et stort tegn fra Gud og utbrøt: ”Ingen sted i verden kunne dette ha skjedd at jeg hadde mistet mine sko blant så mange mennesker og funnet dem igjen. Det kunne bare ha skjedd her – for disse menneskene er visselige sanne og oppriktige.

Den som intet spør får intet svar, heter det. Jalsa er først og fremst ment som en åndelig ferie, hvor man kobler av fra sin verdslige rutine og søker og henter frem det gode i en selv, for så å utvikle det og holde fast ved det. Måtte alle få muligheten til å oppleve Jalsa og få en oppriktig og sann effekt av det. Amen.

*Løsningen på sudoku på ”barnesiden”*

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 4 | 8 | 5 | 7 | 6 | 2 | 1 | 9 | 3 |
| 9 | 3 | 6 | 1 | 4 | 8 | 2 | 5 | 7 |
| 7 | 1 | 2 | 9 | 5 | 3 | 4 | 6 | 8 |
| 8 | 2 | 9 | 5 | 1 | 4 | 7 | 3 | 6 |
| 6 | 4 | 1 | 3 | 8 | 7 | 9 | 2 | 5 |
| 3 | 5 | 7 | 2 | 9 | 6 | 8 | 4 | 1 |
| 1 | 6 | 8 | 4 | 2 | 5 | 3 | 7 | 9 |
| 2 | 9 | 3 | 6 | 7 | 1 | 5 | 8 | 4 |
| 5 | 7 | 4 | 8 | 3 | 9 | 6 | 1 | 2 |

I en fredagspreken datert 7.september 2012 forklarer Hadhrat Khalifatul Masih V[aba] følgende om hvorledes en deltaker av Jalsa bør være:

*"Ydmykhet og underkaste seg Guds vilje bør bli deres vane, og de bør etablere en så høy standard for sannhet hvis like man ikke kan finne andre steder. Og de bør ha en brennende lidenskap i å spre den sanne islam til alle verdens hjørner..."*

Hele Jalsa stemningen er lagt opp til at man kan ta seg selv i nakken, og utvikle seg til å bli et bedre menneske, så lenge en er målrettet og forbereder seg til denne velsignede sammenkomsten.

Det er flere bemerkelsesverdige hendelser om konvertitter som har opplevd Ahmadiyyats sannhet gjennom Jalsa eller opplevelsen av Jalsa.  Den første omhandler min avdøde farfar. Måtte Gud, Den allmektige, skjenke han Paradiset. Amen.
Dette var en mann som var sunni-muslim og som levde på en tid hvor han selv fikk oppleve kaoset mellom muslimer. Han så ikke sannheten i islam lenger, og han pleide å si at muslimer ikke var oppriktige lenger. Han ble mer imponert når han så hvordan kristne praktiserte sin tro; det gav han en følelse av fred. Under denne tiden hvor han oppriktig vurderete å konvertere til kristendommen, møtte han en ahmadi-muslim. De ble bedre kjent med hverandre og etterhvert fikk også min farfar litteratur å lese på. I ettertid har jeg fått vite at han også leste "Kashti-e-Nuh" altså "Noahs ark".  Dette var den første av bøkene til Den utlovede Messias[as] som min farfar leste. Farfar satte seg godt inn i diverse bøker og brosjyrer og lærte mer og mer om islam. Det gikk en tid hvor han så følte seg sikker fordi islam som han ble kjent med nå fremstod som levende og rasjonell. Likevel var han ikke helt tilfreds så han ba til Gud om at Han skulle gi et tegn som ville fortelle ham om Ahmadiyyat er sann eller ikke. Deretter hadde han en drøm, hvor han så at mange mennesker var på vei til et sted. Det var mennekser overalt foran og bak ham, og de bar alle på madrasser. Han tenkte: "Hvorfor bærer de på madrasser?" I drømmen gikk han nærmere for å se etter og ble overrasket da han så trosbekjennelsen skrevet på arabisk på madrassene. Han ble så overbevist at han i drømmen sa: "Å Gud, dette må jo være sanne og oppriktige mennesker som bærer på madrasser med trosbekjennelsen." Farfar forstod at dette var mennesker som var på vei til Jalsa. Dette ble dermed overbevisningen han trengte, som senere førte til at han konverterte, Alhamdulillah.

# JALSA SALANA

Shaista Yilmaz

*Jeg ber om at enhver som reiser for å delta på denne samlingen at Allah, Den Opphøyde, skal være med ham, belønne ham rikelig, vise ham barmhjertighet, løse hans vanskeligheter og bekymringer, og fjerne hans engstelse og sorg. Måtte Han befri ham fra enhver overlast og åpne for ham veiene for å oppnå hans etterlengtede målsetninger; og på Dommens dag oppreise ham blant de av Sine tjenere som ble skjenket Hans velsignelser og nåde. Måtte Han være deres Vokter i deres fravær inntil deres reise er over, O Allah! O Den Opphøyde, Skjenkeren av belønning, Den Barmhjertige og Den som løser alle vanskeligheter, hør visselig disse bønnene og gi oss seier over våre fiender gjennom klare tegn, siden Du alene er Opphøyet og har all makt. Amen, Amen!*

(Ishtehaar 7 des. 1892, Majmoo'ah ishtiharat bind. 1, Side 342)

Den utlovede Messias[as] har sagt at den grunnleggende hensikten med Jalsa er å forenes og samles for å øke sin kunnskap og få mer innsikt og nærvær av Gud, den Allmektige. Enhver deltaker av Jalsa bør merke og føle hvorledes de tre dagene utvikler seg innen Taqwah, gudsfryktighet; hvor en finner at rettskaffenhet og fromhet utvikler seg i en. Denne sammenkomsten er ikke en vanlig verdslig sammenkomst, men er først og fremst ment som å berike og opphøye sin åndelige styrke. Vi som deltar på Jalsa bør være preget av at man er full av kjærlighet overfor andre, at man er godhjertet og bryr seg oppriktig om sine medmennesker. En slik sammenkomst bør gjennomspeiles av den sanne kjærlighet og respekt som vi skal føle overfor våre medmennesker, slik at det også blir et godt eksempel på nettopp dette som Den ærverdige Koranen eksplisitt nevner i Sûra Al-Fath, vers 30:

*"...milde i deres forhold med hverandre."*

Dette indikerer utvetydig hvordan de troende skal være mot hverandre.

trettenårslange obligatoriske utdanning er over. De lærer slik at alle skal ta vare på seg selv, og dermed blir behovet for pårørende minimalt med årene. Da er det upassende av foreldre å forvente at deres barn skal vende tilbake når de blir omsorgstrengende.

Andre sykdomstegn angående samfunnets system, er ulydighet overfor loven og moralsk ustabilitet. Kriminalitet, alkoholmisbruk, psykiske plager og skilsmisser er med på å forme samfunnet på en negativ måte. Skilsmisse er ingen dårlig løsning på et lite fungerende ekteskap, men er det den eneste løsningen? Det kan også på flere måter føre til at man ender opp med å bo alene de siste årene av sitt liv. Manglende moralsk forståelse og intoleranse har også blitt et problem. Det tas mindre vare på hverandre og folk lever i sin egen lille boble.

Alle kan leve for seg selv, men det livet som leves for andre ved å vise omsorg, er det livet som er virkelig verdt å leve. Alle utfordringer i livet er vonde å utføre, men resultatet er så skjønt og samvittigheten man får, er ubeskrivelig. En må klatre fjellet for å nå tinden, det vil si at man ikke kan nyte det utsøkte landskapet og den vakre utsikten på bakkenivå. Kanskje samfunnets selvopptatthet kan forbedres hvis ethvert menneske gjør en individuell innsats? Dessuten vil også du en dag bli gammel og skjør, mens alderdommen fortærer den slappe kroppen din som ligger på en seng i et bortglemt hjørne i et ensomt hus. Det kan også hende at du en dag må oppleve at dine barn snur ryggen til deg, mens du blir værende igjen og gruble over hva som gikk galt. Da er det for sent. Dermed ligger den forebyggende løsningen i at barn opplæres til å bli omsorgsfulle, men for å oppnå et utmerket resultat må vi vise samme eksemplariske atferd. Barn er imitatorer av sine foreldre. Hvis barn gis den tiden de trenger, vil de vokse opp til å returnere denne tiden ved å ta våre kraftløse hender i sine faste, og holde dem støttende. Slik vil vi kanskje klare å gjenopplive en døende tradisjon. En tradisjon som utvilsomt kan kurrere betennelsen i samfunnets moralske sammensetning.

# Utfordringer I Samfunnet

Andaleeb Anwar

Det vestlige samfunnet er fullt av utfordringer vi lett kan avvise uten å føle markante konsekvenser i hverdagslivet. Det er utfordringer som ikke berører enkeltmenneskene, men som er en betennelse i en av samfunnets bortglemte organer. Med årene har denne svulsten av en betennelse økt i omfang, spesielt i velstående land som Norge. Det gjennomsnittlige mennesket kan enkelt rynke pannen, trekke på skuldrene og slik uttrykke sin likegyldighet. Plikten som krever omsorg av de svakerestilte i samfunnet, oversees av majoriteten. Under denne kategorien av svakerestilte kommer barn, pleietrengende gamle og funksjonshemmede.

Nå som det har blitt vanligere med flere enn kun en arbeidsaktiv person per hjem eller familie, har barneansvar blitt et dilemma. Hvem skal ta seg av barna nå som begge foreldrene skal ut og tjene? De fleste ansvarene tilknyttet omsorg blir skjøvet over på det offentlige, og dermed forventes det maksimal ytelse av staten. Men hvem er det som arbeider i de tjenesteytende sektorene? Vanlige mennesker. I det siste har det vært ytterlig fokus på pleie av gamle. De økonomiske faktorene er det ingen mangel på, men det er arbeidskraft som søkes. Dette henviser til den store graden av selvopptatthet og ansvarsfraskrivelse fra samfunnsborgernes side. Det forventes naturligvis ikke at absolutt alle skal utdanne seg til å bli pleiere, men hvor har tradisjonen om å ta vare på sine eldre forsvunnet hen? Når ble det umoderne og lite luksuriøst å vise omsorg overfor sine eldende foreldre? Det klages over at dagens ungdom har blitt veldig egoistiske og ansvarsløse, men hvem kan klandres for det? Når barn opplever i sine tidigeleveår at offentlige ordninger tar seg av de trengende, blir det selvfølgelig et faktum for dem at det er slik samfunnet fungerer. Ungdom inngår en såkalt «selvstendiggjørelse» med det samme deres

## *Utdrag fra den hellige Koranen*

*(kap. 3, vers 103-105)*

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

I Allahs navn, den mest Nåderike, den evig Barmhjertige

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ
وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۳﴾
وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا
تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ
اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ
فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ
عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ
مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ
لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾
وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ
وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ
الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

Å dere som tror, frykt Allah med den rette gudsfrykt, og dø ikke før dere har underkastet dere.

Og hold fast ved Allahs rep alle sammen, og la dere ikke splittes. Og ihukom Allahs nåde mot dere da dere var fiender. Den gang føyde Han deres hjerter sammen, så dere ved Hans nåde ble brødre. Og dere var på kanten av en brennende avgrunn, og Han reddet dere fra den. Slik gjør Allah Sine tegn tydelige for dere, så dere kan være rettledet.

Og blant dere skal det være et samfunn som kaller til det gode, og som påbyr det rette og forbyr det onde. Og det er disse som skal fullkommengjøres.

## I Allahs navn den mest Nåderike, den evig Barmhjertige

## Juli / August / September 2013 - nr 4

Hidjreh år:1434

# *Innholdsfortegnelse*

*Utdrag fra den hellige Koranen* ........................................ *3*

*Utfordringer I Samfunnet* ........................................ *4*

*Jalsa Salana* ........................................ *6*

*Hva har Ahmadiyya gitt verden?* ........................................ *9*

*EID* ........................................ *11*

*De Gudfryktiges Selskap* ........................................ *13*

*BARNESIDEN* ........................................ *15*

*Fremtiden for Ahmadiyyat* ........................................ *16*

*HELSESPALTE: Forstoppelse* ........................................ *17*

*Retningslinjer for søknad om Waqf-e-nau* ........................................ *20*

*Chikkar Chole  (Krydrede kikerter)* ........................................ *22*

**Nasjonal Amir: Zartasht Munir Khan**

**Leder Ladjna Imaillah: Syeda Bushra Khalid**

**Redaktør urdu del: Mansoora Naseer**

**Redaktør norsk del: Mehrin Hayat, Zainab komite**

**Kontaktinformasjon:**

**Bait-un-Nasr moske,** **tlf: 22325859  fax: 22437817**

**Adresse:  Søren Bullsvei 1** **E-mail: zainab_ishaat@yahoo.com**

**1001 Oslo**

# Zainab

Ladjna Imaillah Norge

Årgang 4: juli, august, september 2013